ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

33

www.tanzeem.org

16 تا 22 ذوالحجہ 1439ھ / 28 اگست تا 3 ستمبر 2018ء

اس شمارے میں

فتنہ

اولاد کی تربیت: ایک چیلنج

مطالعہ کلام اقبال (83)

اسرائیلی پارلیمنٹ کا پاس کردہ قانون

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی!

اصول پرستی کا ہے کی؟

علامہ سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

اللہ تعالیٰ ہی تمام اختیارات کا مالک

اسلام انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدائے واحد و قدوس کی بندگی میں لے آتا ہے۔ انسان اپنے پورے مفہوم کے ساتھ کبھی روئے زمین پر نہیں پایا گیا مگر اُسی وقت جب اس نے اپنی گردن اور اپنی پوری زندگی سے انسانوں کی غلامی کا جوا اتار پھینکا اور اس کا ضمیر اور اعتقاد انسانی تسلط و استیلاء سے آزاد ہو گئے۔

اسلام ہی وہ دین ہے جو تشریع اور حاکمیت کے تمام اختیارات کو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے مانتا ہے اور اللہ کے بندوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں لے آتا ہے۔ انسانوں نے روئے زمین پر قانون سازی اور حاکمیت کے لئے جتنی ایسی تنظیمیں قائم کی ہیں جن میں زمام اختیار انسانوں کے سپرد کر دی، درحقیقت انسانوں کی غلامی کی ذلت اپنے اوپر ڈال دی۔ جبکہ اسلام اور صرف اسلام انسانوں کو ذلت کی ان اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر اللہ کی غلامی کے باوقار اور پرعظمت تخت پر بٹھا دیتا ہے۔

یہ انسان کی حقیقی آزادی کا اعلان ہے اور یہی انسان کے ظہور کا اعلان ہے۔ اس سے پیشتر انسانی وجود اپنی انسانیت کے کمال کے ساتھ کہیں بھی موجود نہ تھا۔ ربعی بن عامر جو لشکر اسلام کے قائد تھے، جب سپہ سالار فارس رستم کے پاس قاصد بن کر گئے تو اس نے پوچھا: ”تمہیں یہاں تک کیا شے لے آئی ہے؟“ آپؓ نے فرمایا: ”ہمیں اللہ نے بھیجا، اور اس مقصد کے لئے بھیجا کہ ہم بنی نوع انسان کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر خدائے واحد کی بندگی میں لے آئیں، اور انہیں دنیا کی تنگیوں سے دنیا و عقبیٰ کی وسعتوں کی طرف اور ادیانِ باطلہ کے ظلم و جور سے اسلام کے عدل و انصاف کی طرف نکال لے جائیں۔“

سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

الھدیٰ (816)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نشانی

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 133 تا

وَقَالُوۡا لَوۡلَا یَاۡتِیۡنَا بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ اَوَلَمۡ تَاۡتِہِمۡ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۳۳﴾ وَلَوۡ اَنَّاۤ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ
بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰی ﴿۱۳۴﴾
قُلۡ کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۱۳۵﴾

آیت ۱۳۳ ﴿وَقَالُوۡا لَوۡلَا یَاۡتِیۡنَا بِاٰیَۃٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ﴾ ”اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی اس کے رب کی طرف سے؟“

ہر بات، ہر دلیل کے جواب میں مشرکین مکہ کی ایک ہی رٹ تھی کہ اگر آپؐ اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں تو ہمیں کوئی حسی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے؟

﴿اَوَلَمۡ تَاۡتِہِمۡ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی ﴿۱۳۳﴾﴾ ”کیا ان کے پاس نہیں آئیں روشن نشانیاں جو پچھلے صحیفوں میں تھیں؟“

پہلے آسمانی صحیفوں کی تعلیمات کا قرآن مجید میں موجود ہونا اور خود قرآن کا ان صحیفوں میں بیان کی گئی پیشین گوئیوں کا مصداق بن کر آ جانا کیا معجزہ نہیں ہے؟ اور کیا یہ معجزہ ان کی ہدایت کے لیے کافی نہیں ہے؟

آیت ۱۳۴ ﴿وَلَوۡ اَنَّاۤ اَہۡلَکۡنٰہُمۡ بِعَذَابٍ مِّنۡ قَبۡلِہٖ لَقَالُوۡا رَبَّنَا لَوۡلَاۤ اَرۡسَلۡتَ اِلَیۡنَا رَسُوۡلًا﴾ ”اور اگر ہم اس (قرآن کے نزول) سے پہلے ہی انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے تو یہ لازماً کہتے کہ (اے پروردگار!) تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا“

﴿فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ نَّذِلَّ وَنَخۡزٰی ﴿۱۳۴﴾﴾ ”کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے، ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے!“

یہ وہی اصول ہے جو ہم سورۂ بنی اسرائیل میں بھی پڑھ آئے ہیں: ﴿وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ﴿۱۵﴾﴾ کہ ہم کسی قوم پر عذابِ ہلاکت اُس وقت تک نہیں بھیجتے جب تک اللہ کی طرف سے کوئی رسول آ کر واضح طور پر حق کا احقاق اور باطل کا ابطال نہ کر دے۔ لیکن رسول کے اتمامِ حجت کے بعد بھی اگر قوم انکار پر اڑی رہے تو پھر اس کو عذابِ استیصال کے ذریعے سے ہلاک کر کے نسیاً منسیاً کر دیا جاتا ہے۔

آیت ۱۳۵ ﴿قُلۡ کُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوۡا ۚ﴾ ”آپؐ فرما دیجیے کہ ہر ایک انتظار میں ہے، پس تم لوگ بھی انتظار کرو۔“

﴿فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ وَمَنِ اہۡتَدٰی ﴿۱۳۵﴾﴾ ”تو عنقریب تم لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ کون سیدھی راہ پر ہیں اور کون ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں!“

فرمانِ نبوی

عبادت الٰہی میں مشغولیت کشائشِ حالات کا ضامن

عَنۡ أَبِی هُرَیۡرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوۡلُ یَا ابۡنَ آدَمَ تَفَرَّغۡ لِعِبَادَتِی أَمۡلَأۡ صَدۡرَكَ غِنًی وَأَسُدَّ فَقۡرَكَ وَإِلَّا تَفۡعَلۡ مَلَأۡتُ یَدَیۡكَ شُغۡلًا وَلَمۡ أَسُدَّ فَقۡرَكَ)) (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تم میری عبادت میں مشغول ہو جاؤ میں تمہارے دل کو بے نیاز کر دوں گا لیکن ایسا نہیں کرو گے تو تمہارے دونوں ہاتھ مشغول رہیں گے اور اس کے باوجود تمہارا فقر دور نہیں کروں گا۔“

تشریح: فقر و افلاس اور تفکرات و آلام سے نکلنے کا یہ طریقہ کہ انسان اپنے تمام اوقات کو طلب معاش اور حصول مال کی جدوجہد اور محنت و مشقت میں صرف کر دے اور ہر لمحہ دنیاوی امور و مشاغل میں سرگرداں رہے۔ اس طرح آدمی قلبی استغناء کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے۔ عبادتِ الٰہی کے لیے اپنے قوائے فکر و عمل اور اوقات کو دنیاوی تفکرات سے فارغ رکھنا کشائش حالات کا ضامن اور غیر اللہ سے استغناء و بے نیازی کے حصول کا باعث ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتنہ

حضرت آدم علیہ السلام اس زمین پر قدم رکھنے والے پہلے انسان تھے۔ آپ پہلے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ پہلے نبی بھی تھے اور نبی کا معاملہ بہت سے حوالوں سے استثنائی ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم حضرت آدم علیہ السلام سے نہیں بلکہ ابن آدم سے بات کا آغاز کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ عام انسان نے جب اس زمین پر زندگی کا سفر شروع کیا تو آغاز میں زندگی بسر کرنے کے انداز میں انسان اور جانور کی اپروچ میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ خوراک کی تلاش، جنسی خواہش کی تکمیل اور موسم کی شدت یا اپنے سے طاقتور سے جان کا تحفظ بس یہی زندگی کا مقصد تھا۔ اللہ رب العزت نے جانوروں کی عظیم اکثریت کو انسان کی نسبت بہت زیادہ جسمانی قوت عطا کی، لیکن ذہنی طور پر اُن کی صلاحیت ان ہی تین چیزوں تک محدود رہی یعنی خوراک، جنسی خواہش اور دشمن سے جان کے تحفظ کی کوشش۔ جبکہ انسان جو جسمانی لحاظ سے اگرچہ کمزور ہے اُسے وسیع ذہنی صلاحیت سے نوازا۔ لہٰذا انسان نے اس صلاحیت کو استعمال کرتے ہوئے بہتر زندگی کے لیے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ اجتماعیت کو وجود میں لایا اور قبائل وجود میں آگئے جس سے تحفظ کے حوالہ سے انسان کی خوداعتمادی میں اضافہ ہوا۔ پھر یہ کہ مسابقت کا جذبہ پیدا ہوا۔

یہ جذبہ اس لحاظ سے تو بڑا قابل قدر اور قابل تحسین تھا کہ آگے بڑھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ محنت اور جدوجہد کی جائے اور خداوند کریم کی طرف سے عطا کردہ تمام صلاحیتوں کو بھرپور طور پر بروئے کار لایا جائے، لیکن آگے بڑھنے کی بے قابو خواہش نے انسان کو اُس عقل اور ذہانت کو جو اللہ تعالیٰ نے نعمت عظمیٰ کے طور پر عطا کی تھی، اُس کے منفی استعمال کی طرف راغب کیا اور تاریخ بتاتی ہے کہ انسان نے خود کو ذاتی طور پر آگے بڑھانے اور اپنی اجتماعیت کو سبقت دلانے تک محدود نہیں رکھا بلکہ دوسرے کو کہنی مارنے، اُسے زبردستی پیچھے دھکیلنے، اُس کا حق تلف کرنے کے لیے دبوچ لینے، اُس کا بدترین استحصال کرنے، یہاں تک کہ اُس کو جان سے مار دینے سے بھی گریز نہیں کیا۔ یہ سب کچھ انسان نے ذاتی، گروہی اور ریاستی سطح پر کیا۔ یہ انسان کا حال یا ماضی قریب ہی نہیں بلکہ ماضی بعید میں بھی انسان کا چلن کچھ اسی طرح کا تھا۔ یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ دولت واقتدار کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ دولت اقتدار کے لیے اور اقتدار وقوت دولت کے لیے حاصل کیا جاتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ذاتی سطح پر دوسرے سے آگے نکلنے اور اُس کا حق تلف کرنے کے لیے میزان میں ڈنڈی مارتی تھی۔ قارون نے اپنی فنی مہارت کو دولت کے ارتکاز اور دوسروں کے استحصال کے لیے استعمال کیا۔ نمرود اور فرعون نے سیاسی اقتدار کو وسائل پر قبضہ کرنے کے لیے استعمال کیا، یہاں تک کہ خدائی کے دعوے دار بن بیٹھے۔

اللہ رب العزت نے انسانوں کی اصلاح اور اُنہیں صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے وقفہ وقفہ سے انبیاء اور رسول بھیجے جو انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ضابطے اور قوانین یعنی شریعت بھی لاتے رہے، جن سے اُس دور کے لوگ اسی دولت واقتدار کی خاطر اور اپنی برتری کو قائم رکھنے کی خواہش میں اللہ کے ان نمائندوں سے الجھتے رہے۔ جس کے نتیجہ میں بہت سی بستیاں اس طرح تباہ و برباد ہوئیں کہ نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی اور رسول حضرت محمد ﷺ کو اپنی آخری کتاب

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
16 تا 22 ذوالحجہ 1439ھ — جلد 27
28 اگست تا 3 ستمبر 2018ء — شمارہ 33
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹ کوڈ 53800
فون: (042) 35473375-79
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ...... (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

قرآن مجید دے کر اپنی ہدایت کو آخری اور حتمی انداز میں انسان تک پہنچا دیا۔ اس کتاب کا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ اے انسان! اللہ واحد ہی تمہارا خالق، مالک اور رازق ہے اور اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان عدل قائم کرو اور انہیں بتا دو کہ ان سب کو ایک روز اُسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور یہ وہ دن ہو گا جب کہ چھوٹا بڑا سب حساب چکا دیا جائے گا۔ پھر یہ کہ انسانی کمزوریوں کی خاص طور پر نشان دہی کر دی۔ سورۃ الانفال کی آیت 28 میں اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے ''اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس (نیکیوں کا) بڑا اجر ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی بنیادی کمزوری کی نشان دہی کر دی۔

اب ہم اپنی بات کو مسلمانوں تک محدود کر کے امت مسلمہ کا عمومی اور مسلمانان پاکستان کا خصوصی جائزہ لیتے ہیں۔ لیکن یہ جائزہ لیتے ہوئے ہمیں حضور ﷺ کی اس حدیث مبارکہ کو ذہن میں رکھنا ہو گا جو سیدنا کعبؓ بن عیاض سے مروی ہے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''بے شک ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔'' ندائے خلافت کے قارئین یہ تو جانتے ہی ہیں کہ عربی میں ''فتنہ'' آزمائش کو کہتے ہیں۔ گویا فرمان مبارک یہ ہے کہ میری امت کے لیے مال و دولت بہت بڑی آزمائش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج امت اس آزمائش میں بُری طرح ناکام ہوتی نظر آتی ہے۔ عرب جو اسلام کی جائے پیدائش ہے، وہاں کی سرزمین نے جب سیال سونا اگلا اور دولت کی ریل پیل ہوئی تو وہ نظری طور پر اور عقیدہ کی سطح پر نہ سہی عملی طور پر اسلام سے دور بلکہ بہت دور ہو گئے۔ زندگی میں رنگینی آ گئی۔ وہ عیش و عشرت میں پڑ گئے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قدرتی وسائل رکھنے کے باوجود وہ ظاہری طور پر آزاد اور حقیقت میں غلام ہیں۔ وہ اپنے فیصلے خود نہیں کر سکتے۔ امریکہ اور عالمی طاقتوں کے محتاج ہیں اور چھوٹا سا اسرائیل جس کی آبادی ایک کروڑ سے بھی کم یہودیوں پر مشتمل ہے، عربوں پر بُری طرح حاوی ہیں۔ آج سے پچاس سال پہلے اسرائیل کو نیست و نابود کرنے کے دعوے دار عرب آج اپنی بقا اور سلامتی کے لیے اسرائیل اور یہودیوں کی منت سماجت کرتے نظر آتے ہیں بلکہ اُن کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے فلسطینی بھائیوں کے خون سے اپنا ہاتھ رنگ رہے ہیں اور اُنہیں معاشی طور پر تباہ کرنے کے لیے اُن کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں۔ ابھی حالیہ دنوں میں اسرائیلی پارلیمنٹ نے Jiwish Nation State Law کے نام سے جو قانون پاس کیا ہے اس کا عرب ورلڈ پر اثر تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ وہ بھی اسلام کی بنیاد پر متحد ہوں اور قرآن کو اپنا دستور بنائیں۔ لیکن بجائے اس کے محسوس یہ ہو رہا ہے کہ وہ اسرائیل کے اس قانون کی توثیق کریں گے اور اس طرح نہ صرف فلسطینیوں کے قتل عام کا راستہ ہموار کریں گے بلکہ نئی یہودی بستیوں کی آبادکاری اور گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے راہ ہموار کریں گے۔

وطن عزیز پاکستان کا حال عربوں سے بدتر ہے۔ عرب اپنے وسائل کو عیش و عشرت میں جھونک رہے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم ے بھی قرض کی پیتے ہیں۔ ہم دنیا بھر میں کشکول لیے پھرتے ہیں اور بھکاری کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ دنیا ہمیں یہ قرض سود پر دیتی ہے۔ ہمارے حکمران ان قرضوں کو اپنے ٹھاٹھ باٹھ میں اُڑا رہے ہیں یا بڑی بڑی عمارتیں اور پل تعمیر کر کے غیر ترقیاتی کاموں میں صرف کر رہے ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پاکستان میں پیدا ہونے والا ہر بچہ ایک لاکھ روپے سے زائد کا مقروض ہوتا ہے اور یہ قرض اُسے بالآخر ادا کرنا ہے۔ وگرنہ ہمارے قرض خواہ اتنے بھولے، سیدھے اور مجبور نہیں ہیں۔ وہ قرض نہ لوٹانے والوں کا جینا حرام کر دیں گے۔ اُن کے سامنے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بات قرض خور نہ کرنا چاہیں گے اور نہ کر سکیں گے۔ اُنہیں جرأت رندانہ سے یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ سود کے لین دین کی ہماری شریعت اجازت نہیں دیتی، یہ کسی صورت ادا نہیں کیا جائے گا۔ رہ گئی بات اصل زر کی تو وہ جب اور جیسے ممکن ہوا ادا کر دیا جائے گا۔

اب آیئے، اس طرف کہ جس شے کو اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ﷺ نے فتنہ (یعنی آزمائش) قرار دیا ہے پاکستانی معاشرہ نے اس حوالہ سے کس سطح کی کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم آخری درجہ تک اس میں ناکام ہوئے ہیں۔ اِس حوالہ سے ہماری ناکامی تو ناقابل بیان اور ناقابل تحریر ہے۔ گزشتہ اکہتر سال کی تاریخ میں اپنی ناکامیوں کا سرسری جائزہ لینے کے لیے ایک ضخیم کتاب درکار ہو گی۔ دیگ سے چاول کا دانہ چیک کرنے کے لیے ماضی پر نگاہ ڈالیں، قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں جن لوگوں کو ہم نے اپنی نمائندگی کے لیے بھیجا یا وہ زور آوری سے پہنچ گئے تو انہوں نے وہاں سیاست کو تجارت بنا لیا۔ اس پر کسی نے بہترین تبصرہ کیا ہے کہ پاکستان کی اسمبلیوں کو مویشی منڈی کہنا بیچارے مویشیوں کی توہین ہے۔ اگرچہ تبدیلی کے زوردار نعرے لگائے گئے ہیں لیکن قرائن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی نعروں تک محدود رہے گی بہرحال اگر قوم کے نمائندے اب بھی پہلے کی طرح نیلام ہوں گے اور اگر اب بھی ہمارا ایوانِ اقتدار خوبصورت اور دلکش نیلام گھر کی صورت اختیار کر گیا، قوم کے نمائندے خود کو عبدالروبیہ ثابت کر رہے ہوں گے اور اس غریب قوم کی جیب سے لاکھوں روپے ماہوار تنخواہ لینے والے ہائے پیسہ ہائے پیسہ کی چیخ و پکار کر رہے ہوں گے تو گویا اس ملک اور قوم کی تباہی اور بربادی کا ہم آخری سامان کریں گے۔ پھر شاید ہمیں کوئی اور موقع نہ ملے۔ بدقسمتی سے معاشرہ بحیثیت مجموعی ہوس زر میں دیوانہ ہو چکا ہے اور ہم سب (الا ماشاء اللہ) مجنوں کی طرح اپنی اس لیلیٰ کے تعاقب میں ملک و قوم ہی نہیں دین و مذہب کو بھی داؤ پر لگا چکے ہیں۔ ہے کوئی جو ہمیں سمجھائے کہ کفن کی جیب نہیں ہوتی۔ لوٹ مار سے جمع شدہ دولت کے ہم کبھی مالک نہیں بن سکتے، زیادہ سے زیادہ وارث بن سکتے ہیں اور وراثت کو بالآخر منتقل ہونا ہوتا ہے۔ ہم خاص طور پر نئی حکومت کے کارپردازوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر اُنہوں نے بھی دولت اکٹھی کرنے اور اقتدار کو اپنے لیے دائمی بنانے کے لیے ناجائز ہتھکنڈے اختیار کیے تو اُنہیں بھی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ یاد رہے! سکندر اعظم جیسا بہت بڑا فاتح بھی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اُس کے ہاتھ کفن سے باہر رکھیں جائیں تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ اتنی فتوحات کے بعد بھی میں دنیا سے خالی ہاتھ جا رہا ہوں۔ بھائی بند بھی قبر پر مٹی ڈال کر واپس آ جاتے ہیں۔ ساتھ صرف اعمال جائیں گے اور اُنہی پر دارومدار ہے ہمیشہ ہمیشہ کی جنت یا ہمیشہ ہمیشہ کی آگ کا۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے اور دعا ہے کہ اس آزمائش میں وہ ہمیں سرخرو کرے۔ آمین یا ربّ العالمین!

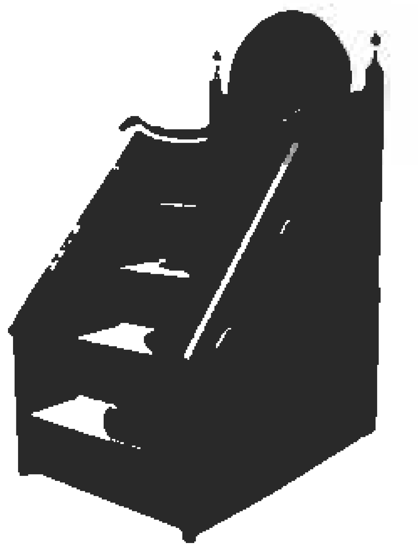

اولاد کی تربیت: ایک چیلنج

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے 10 اگست 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین: اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا اور ساری کائنات کو ہماری خدمت پر لگا دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ط﴾ ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو اُن کا احاطہ نہیں کر سکو گے۔'' (النحل:18)

اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں۔ لیکن ہم ان نعمتوں کو ایک طرح سے اپنا استحقاق سمجھتے ہیں۔ کتنی نعمتیں ہیں جو ہمیں حاصل ہیں لیکن ہمیں ان کا ادراک اور شعور نہیں ہے۔ قدر اس وقت آتی ہے جب کوئی نعمت ہم سے چھن جاتی ہے۔ آنکھوں کی قدر کسی اندھے کو پوچھیے! وہ کہے گا کہ ساری دنیا اندھیر نگری ہے۔ گویا بینائی نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اسی طرح کسی کے گردے فیل ہو جائیں اور وہ ڈائیلیسز پر چل رہا ہو۔ اب اسے سامنے موت نظر آ رہی ہو تو وہ کہے گا کہ گردہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت اولاد ہے۔ اس کی قدر بھی اس کو ہوتی ہے جس کو یہ حاصل نہیں ہے۔ اولاد کے لیے کیا کیا پاپڑ نہیں بیلے جاتے۔ ہر طریقہ اور ہر حربہ آزمایا جاتا ہے، لیکن اللہ نے نہ لکھا ہو تو اولاد نہیں ہوتی۔ وہ کسی نے کہا ہے کہ اولاد نہ ہو تو درد دل ہے۔ اولاد ہو جائے تو درد سر ہے۔ جیسے ہماری کچھ بیماریوں میں ہماری اپنی بھی کوتاہی ہوتی ہے۔ اسی طرح جب اولاد دردِ سر بنتی ہے تو اس میں ہمارا اپنا ہی قصور ہوتا ہے کہ ہم ان کی تربیت کا حق ادا نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِیۡكُمۡ نَارًا﴾

''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے'' (التحریم:6)

سب سے پہلے تو اپنی فکر کرنی چاہیے کیونکہ:

''اُس دن بھاگے گا انسان اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنے بیٹوں سے اُس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہو گی جو اسے (ہر ایک سے) بے پروا کر دے گی۔'' (عبس:34 تا 37)

لہٰذا سب سے پہلے اپنے آپ کو اس بڑی بربادی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس کے بعد اپنی آل اولاد کو۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہونی ہے''۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں''۔ (صحیح بخاری)

یعنی اولاد کو بگاڑنے کے اصل ذمہ دار بھی والدین ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''اپنی اولاد اور گھر والوں کو خیر اور بھلائی کی باتیں اور ادب سکھاؤ''۔ (ابن ماجہ)

یہ انسان کے لیے صدقۂ جاریہ ہے۔ اس کی اولاد خیر کے کاموں میں، نیکی کے کاموں میں، بھلائی کے کاموں میں جتنی آگے بڑھتی جائے گی اتنا ہی اس کے صدقۂ جاریہ میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ جیسے کہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جنت میں ایک شخص کا مقام بلند کر دیا جائے گا۔ وہ پوچھے گا یہ کیا بات ہے؟ کہ میرے درجات بلند کر دیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ ہاں! تیری فلاں اولاد نے تیرے حق میں دعائے مغفرت کی ہے اس کی وجہ سے تیرے درجات بلند کر دیے گئے۔'' حقیقت یہ ہے کہ اولاد کی تربیت میں اگر کوئی غفلت کا معاملہ ہے تو یہ دنیا اور آخرت میں بہت بڑا خسارہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

﴿قُلۡ اِنَّ الۡخٰسِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِیۡهِمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ط﴾ ''آپ کہہ دیجیے کہ اصل میں خسارے میں رہنے والے وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خسارے میں ڈالا قیامت کے دن۔'' (الزمر:15)

اولاد کی تربیت کے لحاظ سے دو نقطہ ہائے نظر ہیں۔ ایک طرف یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کے ساتھ نرمی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ سختی معاملات کو بگاڑ دیتی ہے۔ دوسرا نقطۂ نظر یہ ہے کہ اولاد کو کسی قسم کی چھوٹ نہیں دینی چاہیے کیونکہ اس سے ان کے اندر بغاوت کا معاملہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اصل راستہ یہ ہے کہ دونوں نقطہ ہائے نظر کو ساتھ لے کر چلنا چاہیے۔ یعنی پیار محبت سے سمجھانا اور ترغیب اور ترہیب دینا چاہیے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جہاں ضرورت پڑے تو سختی اور رعب سے بھی کام لینا چاہیے۔ کیونکہ اولاد کی تربیت میں کوتاہی خود اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے۔

اولاد کی تربیت کے لیے سب سے پہلی اور بنیادی چیز یہ ہے کہ اولاد کو رزق حلال کھلانا چاہیے۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی واضح احادیث موجود ہیں۔ جیسے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ: ایک شخص دور دراز سے سفر کر کے آتا ہے اور خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر رو رو کر دعائیں مانگتا ہے لیکن اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا لباس حرام کا ہے اور جس رزق سے اس کی پرورش ہوئی ہے وہ حرام کا ہے۔

رزق حلال سب سے بنیادی چیز ہے لیکن اس سے صرف نظر سے کام لیا جاتا ہے۔ بچے کے پیٹ میں لقمہ حلال جانا چاہیے ورنہ آپ جتنی تربیت اور کوشش کر لیں جتنی محنت کر لیں کچھ فائدہ نہیں ہو گا۔ پھر یہ کہ تربیت کے معاملات کہاں سے شروع ہوتے ہیں اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے اس وقت نوع انسانی کو راہنمائی دی ہے جس وقت انسان کی یہ سوچ ہی نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بچوں کے لیے نیک ماؤں کا انتخاب کرو۔ تا کہ وہ اپنے بچے کی تربیت اسلامی خطوط پر کر کے ایک اچھا انسان، اسلام کا سپاہی اور مجاہد بنا سکیں۔ اس لحاظ سے

عورت کے انتخاب کا وقت اصل وقت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: خواتین کے ساتھ چار باتوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے ۔ دین ، خوبصورتی، مال اور نسب۔ تمہیں چاہیے کہ دین دار عورت کے ساتھ نکاح کرو‘‘ (متفق علیہ)

کیونکہ اگر وہ دیندار ہوئی تو باقی ساری چیزیں پس منظر میں چلی جائیں گی ۔ چنانچہ بہترین اولاد کے لیے دیندار عورت سے شادی کرنا پہلا قدم ہے۔اس کے بعد پھر شوہر اور بیوی کے درمیان تعلق کی دعائیں بھی ہمارے نبی ﷺ نے سکھائی ہیں: ((بِاسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)) ’’اللہ کے نام سے، اے اللہ ہمیں بھی شیطان سے بچا اور جو تو ہمیں عطا فرمائے گا، اس کو بھی شیطان سے بچا۔‘‘ (بخاری)

اس کے بعد نیک اولاد کے لیے اللہ سے دعائیں کرنا چاہیے ۔ جیسے انبیاء کرام کی دعائیں ہیں۔حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا قرآن میں موجود ہے:

﴿قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ﴾

’’انہوں نے کہا: اے میرے ربّ! تو مجھے بھی اپنی جناب سے کوئی پاکیزہ اولاد عطا فرمادے۔‘‘ (آل عمران:38)

پھر اس کے بعد ہر حال میں اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔ خاص طور پر حمل کے دوران والدہ کو اس بات پر یکسو رہنا چاہیے کہ وہ اپنے بچے کو ایک نیک اور اچھا انسان بنانا چاہتی ہے۔ کیونکہ یہ وہ وقت ہوتا ہے جس کے اثرات بچے پر پڑتے ہیں ۔ دوران حمل خاتون کا پاکیزہ کردار اور اس کے نیک اعمال خاص طور پر بچے پر بہت اچھے اثرات ڈالتے ہیں اور وہ چیزیں بچے کے خمیر میں شامل ہوجاتی ہیں ۔ پھر بچے کی پیدائش کے بعد پہلا کام اس کے کان میں اذان اور اقامت کہنا ہے۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے ۔ اذان اور اقامت پہلے کلمات ہیں جو بچے کے کان میں جاتے ہیں۔ اللہ کی کبریائی کا کلمہ یعنی اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) سب سے پہلے بچے کے کان میں جانا چاہیے۔ اس کے بعد تحنیق ہے جس کو ہمارے ہاں گھٹی کہا جاتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے پاس جب بچہ لایا جاتا تھا تو آپ ﷺ کھجور کے ساتھ اپنا لعاب دہن لگا کر بچے کو چٹاتے تھے۔ پھر ساتویں دن عقیقہ ہے۔ پھر بچے کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی کا صدقہ کرنا ہے۔ اس کے بعد ایک عمدہ نام رکھنا ہے۔ لڑکوں کے سب سے بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان ناموں کو پسند فرمایا ہے۔ اس کے بعد انبیاء کرام کے نام ہیں۔ پھر اس کے بعد صحابہؓ کے نام ہیں۔ یعنی کوئی بھی اچھا نام رکھ دیا جائے۔ لیکن بالکل بے معنی، جاہلانہ اور گمراہ قسم کے نام نہیں رکھنے چاہییں ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص مقدمہ لے کر آیا کہ میرا بچہ میری فرمانبرداری نہیں کرتا۔ اب وہ جوان ہوگیا ہے اور میں بوڑھا ہوگیا ہوں ۔ لیکن وہ میرا حکم نہیں مانتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلا بھیجا اور اس سے کہا کہ تمہارا باپ تمہاری یہ شکایت لے کر آیا ہے۔ یہ کس حد تک ٹھیک ہے؟ اس نے کہا اے امیر المومنینؓ! کیا جس طرح والدین کے حقوق ہیں اس طرح اولاد کے بھی کچھ حقوق ہیں؟ آپ نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں! اس نے کہا کہ پھر سن لیجیے! میرے باپ نے ایک باندی سے شادی کی ہے۔ اس کو دین وایمان کا کچھ پتا نہیں ۔ پھر اس نے میرا نام جال رکھا ہے جس کا مطلب ہے گندگی کا کیڑا۔ یہ کوئی نام رکھنے والا ہے؟ پھر وہ باندی تھی اس نے میری کوئی تربیت نہیں کی ۔ میں تو ایک خود رو پودے کی طرح بڑھا ہوں۔ اب یہ مجھ سے کس چیز کا شکوہ کر رہا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مقدمہ خارج کر دیا کہ تمہاری بات صحیح ہے۔ چنانچہ نام کا انسان کی شخصیت پر بہت اثر ہوتا ہے۔ اچھا نام رکھنا خصوصاً اللہ کے ناموں کے ساتھ عبد کی نسبت لگا کر کوئی بھی نام رکھنا بہتر ہے۔

ابتدائی چند برس اولاد کی تربیت اور بہتر نشوونما کے لحاظ سے بہت اہم ہوتے ہیں ۔ جس میں پہلی چیز دو برس تک ماں کا دودھ پلانا ہے۔ اس حوالے سے بھی کافی کوتاہی کی جاتی ہے کیونکہ خاتون اپنے آپ کو سمارٹ رکھنے کے لیے اس کو اہمیت نہیں دیتی۔ حالانکہ ماں اور بچے کے درمیان تعلق اس سے پیدا ہوتا ہے۔ ماں کی شخصیت کے آثار اسی دودھ سے منتقل ہوتے ہیں اور یہ پہلا تحفہ ہے جو ماں اپنے بچے کو دیتی ہے۔ ورنہ جیسے اکبر الہ آبادی نے کہا ہے کہ ؎

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے، تعلیم ہے سرکار کی

پریس ریلیز 17 اگست 2018ء

امریکہ کی تجارتی دہشت گردی کے خلاف ترکی کا ڈٹ جانا قابل تحسین ہے

پاکستان کو اپنے برادر اسلامی ملک کی اخلاقی مدد کرنی چاہیے

اللہ افغان طالبان کو امریکہ کے خلاف مکمل فتح و کامرانی سے ہم کنار کرے

حافظ عاکف سعید

امریکہ کی تجارتی دہشت گردی کے خلاف ترکی کا ڈٹ جانا قابل تحسین ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ نے اس وقت دنیا پر تجارتی جنگ مسلط کر رکھی ہے اور وہ اس جنگ میں ناجائز ہتھکنڈوں پر اتر آیا ہے۔ چین کے بعد اب اس نے اسلامی ملک ترکی سے درآمد کرنے والی اشیاء پر بھی ٹیکس لگا دیا ہے جس سے اگرچہ ترکی کی کرنسی لیرا بری طرح متاثر ہوئی ہے لیکن ترکی نے پسپائی کی بجائے جوابی کارروائی کر کے امریکی درآمدات پر ٹیکس عائد کر دیا ہے۔ معاشی لحاظ سے امریکہ سے کمزور ہونے کی وجہ سے ترکی کو وقتی طور پر مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن اگر ترکی اپنی پالیسی پر ڈٹا رہا تو وہ بالآخر کامیاب ہوگا‘ ان شاء اللہ۔ پاکستان کو چاہیے کہ برادر اسلامی ملک کی اخلاقی مدد کرے اور یہ سبق بھی سیکھے کہ اسلام دشمن قوتیں کبھی کسی اسلامی ملک کی خیر خواہ نہیں ہوسکتیں۔ اتحاد اور دوستی کے یہ راگ سب جعلی اور فریب پر مبنی ہیں۔ افغان طالبان کے غزنی پر حملے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے دعا کی کہ اللہ افغان طالبان کو امریکی اور یہودی قوتوں کے خلاف مکمل فتح و کامرانی سے ہم کنار کرے۔ انہوں نے داعش کے کابل میں ایک یونیورسٹی کے طلبہ کو شہید کرنے کی مذمت کی۔ داعش کا سرپرست کون ہے‘ یہ بات اب راز نہیں رہی۔ اس وحشی تنظیم کا سویلین خصوصاً طلبہ پر حملہ کرنا قابل نفرت ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

ماں کا دودھ بہت اہم ترین اور بالکل مناسب غذا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بچے کے لیے بنائی ہے۔ جب ماں دودھ پلائے تو باوضو ہو کر تلاوت کرتے ہوئے، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے پلائے۔ اس کے بہت اچھے اثرات بچے پر پڑیں گے۔ لیکن اگر ٹی وی ڈرامے دیکھتے ہوئے یا کوئی گانا سنتے ہوئے پلائے گی تو پھر اور اثرات ہوں گے۔ یعنی جس انداز سے آپ اپنے بچے کی تربیت کر رہے ہیں وہ چیزیں پھر بعد میں بچے میں بھی آئیں گی اور اس کی شخصیت کا حصہ بنیں گی۔ کیونکہ بچہ ماں باپ کے کردار کو follow کرتا ہے۔

اس کے بعد تربیت کا بہت اہم جز ابتدائی تعلیم ہے۔ اس میں بھی سب سے پہلا لفظ جو بچے کی زبان پر آئے وہ اللہ کا لفظ ہونا چاہیے۔ پھر پہلا کلمہ لا الٰہ الا اللہ اس کو سکھانا چاہیے۔ سات برس کا ہو تو نماز کی تلقین کرنی چاہیے اور نماز کی تلقین بہت اہم ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے:
﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ﴾ ''اور اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر جمے رہیے۔'' (طٰہٰ:132)

لیکن اس کے لیے باپ کو مثال پیش کرنی ہوگی۔ جب تک باپ خود نماز کی پابندی نہیں کرے گا اس وقت تک بچے پر اثر ہونا بہت مشکل ہے۔ بچہ اگر دیکھتا ہے کہ ماں باپ نماز کی پابندی نہیں کر رہے تو اس نے بھی نہیں کرنی چاہے آپ اس کو لیکچر دیتے رہیں۔ پھر بچہ جب دس سال کا ہو جائے تو پھر نماز کے معاملے میں اس پر سختی کرنی چاہیے۔ اس میں سب سے اہم بات یہی ہے کہ گھر میں نیکی کا ماحول پیدا کرنا چاہیے۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے۔ جس طرح جسمانی غذا ہے اسی طرح روحانی غذا کی بھی ضرورت ہے۔ آپ کا بچہ اگر جسمانی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو آپ پریشان ہو جاتے ہیں اور مختلف ڈاکٹرز کے پاس لے کر جاتے ہیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے لیے بھی فکر مند ہونے کی ضرورت ہے۔ بچہ اگر روحانی لحاظ سے یعنی دینی حوالے سے کمزور ہو رہا ہے تو اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس حوالے سے زیادہ ذمہ داری باپ پر عائد ہوتی ہے کیونکہ باپ گھر کا نگران ہے، وہ مسئول ہے۔ اس سے گھر والوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

اسی طرح بچوں کے ساتھ پیار اور شفقت والا معاملہ ہونا چاہیے۔ ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ کے پاس حضرت حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کا بوسہ لیا تو اس وقت ایک صحابی حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے دس بچے ہیں اور میں نے ان کا کبھی بوسہ نہیں لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)) ''جو رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔ اللہ نے اگر تمہارے اندر رحم نہیں رکھا تو میں کیا کرسکتا ہوں''۔

آداب زندگی کے حوالے سے بنیادی باتیں شروع سے ہی بچوں کو سکھانی چاہییں۔ مسنون اعمال، دعائیں اور اذکار کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ بنیادی طور پر باپ کی ذمہ داری ہے۔ عربی میں کہتے ہیں کہ یتیم وہ نہیں ہے جس کا باپ مر گیا ہو بلکہ یتیم وہ ہے جو علم و عمل کا یتیم ہے۔ جس کی تربیت نہ ہوئی ہو۔ جو خودرو پودے کی طرح بڑھ رہا ہو وہ اصل میں یتیم ہے۔ یعنی باپ کے ہوتے ہوئے بھی اگر بچے کی تربیت نہیں ہو رہی تو اصل یتیم وہ بچہ ہے۔ وہ دنیوی لحاظ سے تو صحیح راستے پر چل رہا ہے اور کسی بڑے دنیوی عہدے پر فائز ہے لیکن اگر وہ باپ کی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس کو اتنی توفیق نہیں ہوگی کہ وہ وہاں کھڑا ہو کر دعا کرے تو گویا اس کو والدین نے جاہل ہی رکھا ہے۔ اس حوالے سے والد کو خود سوچنا چاہیے کہ اگر میں اسے اللہ کا حق نہیں بتا رہا تو وہ میرا حق کیسے پہچانے گا اور پورا کیوں کرے گا۔ اللہ نے ہی بتایا ہے کہ:
''اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو'' (البقرۃ:83)
''تم شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا!'' (لقمان:14)

دنیوی تعلیم کی ممانعت نہیں ہے لیکن سب سے پہلے اللہ، اللہ کے رسول ﷺ، اور دین کا تعارف زیادہ ضروری ہے۔ اس کے بعد دنیوی چیزوں کا علم حاصل کرنا ہے۔ پھر اس کے بعد بچہ جب شعور کی سطح پر پہنچتا ہے تو اس وقت اس کی صحبت اور مجالس پر گہری نظر رکھنی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''ہر آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس چاہیے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے دوست کو دیکھے''۔ (ترمذی)

انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔ جس قسم کے دوست ہوں گے اسی قسم کے اثرات بھی بچے کی زندگی پر پڑیں گے۔ پس دیکھنا چاہیے کہ وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔ پھر خاص طور پر لڑکیوں کے معاملے میں لباس، شرم وحیا، ستر وحجاب کے حوالے سے خیال رکھنا چاہیے۔ سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب میں جو احکامات اس حوالے سے آئے ہیں اسی مناسبت سے اپنی اولاد کی تربیت کرنا چاہیے۔ لیکن ہم جس طرح شادی بیاہ کی رسومات میں ان احکامات کو اپنے پاؤں تلے روندتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہی نہیں ہو پاتا کہ اس کے ہماری دنیوی اور اُخروی زندگی پر کتنے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''ایمان اور حیا ساتھی ہیں۔ جب ایک جاتا ہے دوسرا خود بخود چلا جاتا ہے''۔ لہٰذا ان چیزوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ گھروں میں قرآنی محافل کا اہتمام کرنا چاہیے یا جہاں پر قرآنی محافل ہوتی ہیں، دورہ ترجمہ قرآن ہوتا ہے وہاں شرکت کرنا چاہیے۔ اسی طرح گھروں کے اندر دینی لٹریچر کا انتظام اور سب سے بڑھ کر بیوی کی دینی تربیت کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اگر وہ ٹھیک ہو گئی تو بچے خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ مائیں بن جاتی ہیں اور دین کا کچھ علم نہیں ہوتا۔ باپ بن جاتے ہیں لیکن دین کی ابتدائی باتوں کا پتا نہیں ہوتا۔ اگر تربیت ٹھیک ہو گی تو پھر اولاد بڑھاپے کا احترام کرے گی۔ قرآن میں اللہ کا حکم ہے کہ:
''اور فیصلہ کر دیا ہے آپؐ کے رب نے کہ مت عبادت کرو کسی کی سوائے اُس کے، اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اگر پہنچ جائیں تمہارے پاس بڑھاپے کو ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں اُف تک مت کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے بات کرو نرمی کے ساتھ۔'' (بنی اسرائیل:23)

لیکن ایسا تب ممکن ہوگا جب ہم بچوں کی تربیت کا حق ادا کریں گے۔ اگر ایسا کریں گے تو ان شاء اللہ یہ دنیا بھی ہمارے لیے اچھی ہو جائے گی اور آخرت میں بھی یہ چیز ہمارے رفع درجات کا سبب بنے گی۔ لیکن اس سب کے ساتھ ساتھ دعاؤں کا اہتمام بھی کرنا چاہیے۔ جیسے قرآن نے ہمیں دعائیں سکھائی ہیں۔
﴿رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ۝40﴾ ''اے میرے پروردگار! مجھے بنا دے نماز قائم کرنے والا اور میری اولاد میں سے بھی اے ہمارے پروردگار! میری اس دعا کو قبول فرما۔''
﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝41﴾ ''اے ہمارے پروردگار! مجھے، میرے والدین اور تمام مؤمنین کو بخش دے، جس دن حساب قائم ہو۔'' (ابراہیم)
اسی طرح سورۃ الفرقان میں فرمایا:
﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝74﴾
''اور وہ لوگ کہ جو کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا!''

سب سے پہلے تو خود متقی بنیں پھر اپنی اولاد کو متقی بنائیں اور ان شاء اللہ جب یہ سلسلہ چلے گا تو ہمارے لیے صدقہ جاریہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

4 — 1۔ خلافتِ آدم

11	آشکارا مہر و مہ از جلوتش	نیست رہ جبریل را در خلوتش!

(یہ کائنات آدم کی جلوت اور خلوت کی کارفرمائی ہے) آدم کی جلوت مہر و ماہ (اور زمینی عوامل) سے عیاں ہے جبکہ اس کی خلوت میں جبرائیل کا بھی عمل دخل نہیں ہے

12	برتر از گردوں مقامِ آدم است	اصلِ تہذیب احترامِ آدم است

آدم یعنی انسان کا مقام آسمان اور افلاک سے بھی بلند ہے اور عالم خلق میں تہذیب اور تمدن اور کائنات کی حرکت صرف (باہمی) احترامِ آدم کا دوسرا نام ہے

13	زندگی اے زندہ دل دانی کہ چیست؟	عشقِ یک بیں در تماشائے دوئی است!

اے زندہ دل (انسان)! تو کیا جانے زندگی کیا ہے؟ آدم کی زندگی کثرت میں وحدت کو پہچاننے اور دیکھنے کا نام ہے

14	مرد و زن وابستۂ یک دیگر اند	کائناتِ شوق را صورت گر اند!

عورت و مرد (بحیثیت انسان ایک ہیں) ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور شوق (ذوق) سے کائنات کی صورت گری کرتے ہیں

11۔ یہ وسیع و عریض نوری سالوں پر پھیلی کائنات انسان کی جلوت اور خلوت کی کارفرمائی ہے اور اس میدان میں ابن آدم کی صلاحیتیں آج سب کے سامنے آشکار ہیں۔ع عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں۔

ابن آدم کے ظہور اور جلوت کی نشانی سورج اور چاند ہیں جبکہ اس کی 'خلوت' کا جہاں بالکل مختلف ہے اس میں شعورِ ذات سے لے کر شعورِ الٰہ اور معرفت خداوندی اور محبت خداوندی کا ایک ناپید اکنار سمندر ہے جو تصور کی قید میں نہیں آسکتا اور نہ الفاظ وصوت میں جکڑا جاسکتا ہے۔ آدم کے اس شعبہ کے راز تو جبریل کو بھی معلوم نہیں ہیں ★

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

12۔ یہ حقیقت تو سامنے کی بات ہے کہ انسان کا مقام اور مرتبہ نہایت بلند ہے اور کائنات کی ساری رعنائی، رنگارنگی، حرکت پذیری (DYNAMISM) اور تبدیلی کا ذمہ دار انسان ہے۔ انسان اور انسانی تگ و دو نہ ہو تو کائنات اتنی وسیع، سپاٹ، 'بے جان'، یک رنگ و یک منظر ہوگی کہ اس میں کوئی دلچسپی کا سامان نہیں ہوگا۔ حقیقت یہی ہے کہ انسان اس کائنات میں 'دولہا' نظر آتا ہے۔ ہماری نظر آنے والی دنیا میں جہاں معاشرہ، معاشرتی چہل پہل، حکومتیں، جنگیں اور اچھی بُری تبدیلیاں نظر آتی ہے وہاں اعلیٰ تہذیب، اعلیٰ تمدن اور اعلیٰ اقدار صرف اور صرف احترامِ آدم ہے۔ اس کائنات کے نظام کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لیے انسانوں کے درمیان احترامِ آدم کا رشتہ ہی اصل مطلوب ہے۔ اسی کے لیے ہر ملک کا نظام بنتا ہے آئین بنتا ہے سلطنتیں بنتی اور بگڑتی ہیں۔ قرآن مجید اسی کو متوازن کرنے کے لیے 'ترازو' کا تصور دیتا ہے۔ تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں(25:57) اور اسی طرف اشارہ ہے سورۂ رحمٰن آیت 9 میں جہاں اسے کائناتی توازن کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

13۔ اے حقیقی انسان! جس کے پاس جسدِ خاکی میں ایک ضمیر اور زندہ دل بھی ہے۔ یہ زندہ دل یا ضمیر ہی اصل انسان ہے۔ زندہ دل اور ضمیر والی زندگی ہی اصل زندگی ہے۔ بے ضمیر انسان اور بے ضمیر قومیں مردہ ضمیر انسان کی طرح انسانیت کے لیے باعث ننگ وعار ہیں۔ دنیاوی ترقی اور جاہ وجلال اور شے ہے اور حقیقی انسان کی حیثیت سے 'احترامِ آدم' کے اصولوں اور نقوش پر زندگی رواں دواں رکھنا بالکل دوسری شے ہے۔ زندہ دلی باطنی زندگی ہے اور اس کا دوسرا نام عام محاورے میں 'حیا' ہے۔ جس قوم، معاشرے اور تہذیب میں 'زندہ دلی' یا 'حیا' نہیں ہے وہ MORALLESS اور اخلاقی اعتبار سے VALUELESS قوم ہے۔ ماضی میں جو قومیں پیغمبروں کی تعلیمات کے انکار پر تباہ ہوئیں اور جن کا آج کھنڈرات کے علاوہ نام نہیں ہے وہ ایسی ہی مردہ ضمیر قومیں تھیں (اور آج کا مغرب بھی اس ڈگر پہ تباہی کے کنارے کھڑا ہے) انسانی زندگی اس گہما گہمی اور کثرت میں 'وحدت' یعنی ایک فاعلِ حقیقی، آسمانی باپ یا اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچاننا اور اس سے محبت ہی احترامِ آدم کا حقیقی قابلِ عمل راستہ ہے۔

14 عالم انسانی میں مرد اور عورت بحیثیت انسان ایک ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں گویا ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ اس دنیا کا نظام چلانے کے لیے اللہ نے کچھ انسان 'مرد' بنا دیے ہیں اور کچھ انسان 'عورتیں' بنادی ہیں۔ قرآن مجید میں خلافت آدم کے لیے جَعَلَ کا لفظ آتا ہے۔ اس طرح سورۂ قیامہ میں مرد وزن کے لیے جَعَلَ کا لفظ آیا ہے۔ اس میں برتری یا کمتری کا تصور، مریض انسانی ذہن کی پیداوار ہوتی ہے وگرنہ خالق کائنات کے نزدیک انسان ہونے کے ناتے دونوں برابر ہیں۔ یہ بوقلمونی دراصل دنیا کا نظام چلانے یا شوق کی دنیا کو آباد کرنے کے لیے اور انسانی جذبات کی تسکین ہے۔ اس نظام کو فاطر فطرت نے نسل انسانی کے تسلسل اور انسانی سطح پر بنیادی تربیت کے لیے تشکیل دیا ہے۔

★ انسان کی زندگی کے چند مواقع میں کراماً کاتبین کا عمل دخل بھی نہیں ہے بلکہ اللہ خود ہی جانتے ہیں یا بندہ جانتا ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے: اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیَ فَاِنَّ مَعَکُمْ مَنْ لَایُفَارِقُکُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَ حِیْنَ یُفْضِی الرَّجُلُ اِلٰی اَھْلِہٖ.......... (ترمذی)

Jiwish Nation State Law کا مسلم اور بالخصوص عرب ورلڈ پر impact اصل میں تو یہ ہونا چاہیے کہ یہودیوں کی طرح عرب ورلڈ بھی متحد ہو اور وہ قرآن کو اپنا آئین بنائیں: ایوب بیگ مرزا

اسرائیلی پارلیمنٹ نے جو قانون پاس کیا ہے اس کو ہم گریٹر اسرائیل کی official beginning کہہ سکتے ہیں: رضاء الحق

اسرائیلی پارلیمنٹ کا پاس کردہ قانون کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: 19 جولائی 2018ء کو اسرائیلی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کیا جس نے پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ یہ قانون ہے کیا؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ اسرائیل کبھی اپنا لکھا ہوا کوئی آئین دنیا کے سامنے نہیں لایا بلکہ اس کا کوئی لکھا ہوا آئین ہے ہی نہیں۔ یہودی اپنی مذہبی کتاب تورات کو اپنا آئین سمجھتے ہیں جو کہ ایک تحریف شدہ کتاب ہے۔ Jewish Nation State Law کے نام سے یہ پہلا قانون اسرائیلی پارلیمنٹ نے پاس کیا ہے جس کو انہوں نے اپنی ریاست کا بنیادی قانون قرار دیا ہے۔ یہ قانون بالکل مختصر سا ہے جس میں چند شقات ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اسرائیل ایک یہودی ریاست ہے اور اسرائیل کی حکومت کا لائحہ عمل خالصتاً یہودیوں کے حوالے سے ہوگا۔ اہم بات یہ ہے کہ اس میں کسی غیر یہودی کا انہوں نے ذکر تک نہیں کیا۔ یعنی وہاں موجود غیر یہودی کو کوئی قانونی حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔ یہودی شروع ہی سے غیر یہودیوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے بلکہ انہیں گوئمز اور جنٹائیلز کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسرائیل کو ایک نسلی ریاست کہتے ہیں۔

سوال: Jewish Nation State Law کے اہم نکات کیا ہیں؟

رضاء الحق: جیسا کہ نام سے ہی واضح ہو رہا ہے کہ اسرائیل خالص یہودیوں کا وطن ہوگا۔ یعنی کسی اور کا اس سے لینا دینا نہیں ہوگا۔ اس قانون کی تقریباً سات شقیں ہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ استصواب رائے کا حق صرف اور صرف یہودیوں کو حاصل ہوگا۔ کسی اور کو یہ حق حاصل نہیں ہوگا۔ چاہے وہ فلسطینی ہوں یا کوئی اور ہو۔ اس کے ساتھ انہوں نے تفصیل دی ہے کہ یہ ہمارا تاریخی ہوم لینڈ ہے۔ حالانکہ تاریخی طور پر تو یہ علاقہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا بھی ہے اور یہ بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے کیونکہ ایک قانون کو مذہب یا نسل تک محدود کر رہے ہیں۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

اسرائیل کی تاریخ دیکھیں تو 1917ء میں بالفورڈ ڈیکلریشن کے ذریعے اس کی بنیاد رکھنے کا کام شروع ہوا۔ پھر خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد برطانیہ نے یہودیوں کی مدد کی۔ مشرقی یورپ کے ممالک پولینڈ، ہنگری، رومانیہ وغیرہ سے یہودیوں کو لا کر فلسطین میں آباد کرنا شروع کیا گیا اور پھر 1948ء میں اسرائیل کی ریاست وجود میں آگئی۔ انہوں نے اسرائیل کے قیام سے پہلے وہاں فلسطینیوں کی آبادی کو کم کرنے کے لیے باقاعدہ دہشت گردی شروع کی۔ اس وقت انہوں نے شن بتھ ایک تنظیم بنائی۔ موشی دیان اسی میں تھا جو بعد میں بڑے عہدے پر فائز ہوا۔ ان کا کام یہ تھا کہ وہ فلسطینیوں کے گاؤں تہ و بالا کر دیتے تھے۔ انٹرنیشنل ٹریٹیز کے مطابق یہ ایک occupied territory ہے۔ یعنی اسرائیل نے وہاں قبضہ کر کے اپنی حکومت بنائی ہوئی ہے۔ جب قبضہ کیا ہو تو پھر بین الاقوامی قوانین کے مطابق وہاں آپ کو اپنے نئے لوگ آباد کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور نہ ہی وہاں کے لوگ کو نکالنے کی اجازت ہوتی ہے۔ لیکن اسرائیل پارلیمنٹ کا پاس کردہ قانون کہتا ہے کہ وہاں یہودی آبادکاری اسرائیل کے نیشنل انٹرسٹ میں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اب فلسطین میں مزید یہودی بستیاں بسائیں گے اور پوری دنیا سے یہودیوں کو لا کر وہاں آباد کریں گے۔ جبکہ وہاں کے مقامی مسلمانوں کو کوئی حقوق حاصل نہیں ہوں گے۔ یہودی جب چاہیں گے ان کو وہاں سے نکال دیں گے۔ اسی طرح انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اس علاقے میں صرف جیوش امیگریشن ہو سکے گی۔ تیسری شق یہ ہے کہ مکمل یروشلم پر اسرائیل کا دارالخلافہ ہوگا اور اس میں کسی دوسرے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔ اسی طرح عربی کی جگہ اب وہاں سرکاری زبان عبرانی ہوگی۔ اسرائیل کے قومی شعائر میں اسرائیلی جھنڈا، مینورا موم بتی جو یہودی مذہبی رسومات میں استعمال کرتے ہیں، یہودی مذہبی چھٹیاں، حاطقوا (قومی ترانہ جو 1897ء کی پہلی صیہونی کانفرنس میں ترتیب دیا گیا)، عبرانی کیلنڈر اور اسرائیل کا یوم آزادی شامل ہوں گے۔

سوال: اسرائیلی پارلیمنٹ نے ایسا قانون کیوں بنایا جس کی کٹر یہودی بھی ایک عرصہ سے مخالفت کر رہے تھے؟

رضاء الحق: اصل میں کٹر یہودی دو قسم کے ہیں۔ 1۔ آرتھوڈاکس ،2۔ الٹرا آرتھوڈاکس۔ ان کے علاوہ جو ہیں وہ صیہونی ہیں جو مشرقی یورپ سے آئے ہوئے ہیں اور وہ converted ہیں۔ یعنی وہ نسلی یہودی نہیں ہیں۔ اس وقت وہاں اسرائیل میں انہی کی حکومت قائم ہے۔ آرتھوڈاکس یہودی بھی اسرائیل کے حق میں ہیں لیکن الٹرا آرتھوڈاکس کہتے ہیں کہ ہمیں یہاں ریاست قائم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم وہاں صرف مذہبی عبادت کے لیے

جاسکتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے مختلف ممالک میں چھوٹی چھوٹی پاکٹس میں موجود ہیں۔ یہ بہت کٹر یہودی ہیں۔ ان کو چھوڑ کے باقی تمام یہودی اور Evangelist عیسائی گریٹر اسرائیل کے حق میں ہیں۔ اس کے ساتھ وہ Third Temple بھی بنانا چاہتے ہیں جس کے حوالے سے یہودی کہتے ہیں کہ ہمارا مسایاح یہاں پر بیٹھ کر پوری دنیا پر حکومت کرے گا۔

سوال: اس قانون کا عرب ورلڈ اور باقی دنیا پر کیا long term impact ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: اس قانون کا مسلم اور بالخصوص عرب ورلڈ پر impact اصل میں تو یہ ہونا چاہیے کہ یہودیوں کی طرح عرب ورلڈ بھی متحد ہو اور وہ قرآن کو اپنا آئین بنائیں۔ اگر یہودیوں نے تحریف شدہ تورات کو اپنا آئین بنالیا ہے تو قرآن میں تو نہ کوئی تحریف ہوئی ہے اور نہ کبھی ہوگی کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ مسلم ورلڈ کو بھی یہ سوچنا چاہیے کہ ہمارا بھی کوئی دین ہے، ہمیں بھی کوئی الہامی کتاب ملی ہوئی ہے جو انسان کے تمام اجتماعی گوشوں پر بحث کرتی ہے۔ کیا ہمیں اس کے مطابق قوانین نہیں بنانے چاہییں؟ یہودیوں کے اس قانون نے جس طرح تہلکہ مچایا ہے اور لوگ اعتراض کر رہے ہیں۔ اگر قرآن کے مطابق قانون سازی ہوگی تو یقیناً دنیا کے انصاف پسند لوگ اس پر اعتراض نہیں کرسکیں گے۔ کیونکہ ہم اقلیت کے تحفظ کا تصور دیں گے۔ ہم انہیں بتائیں گے کہ ہم اپنی اقلیتوں کی جان، مال اور عزت کی کس طرح حفاظت کریں گے۔ اسلام کی باتیں عقلی و منطقی طور پر اتنی قابل قبول ہیں کہ اگر ہم قرآن وسنت کے مطابق قانون سازی کریں تو دنیا کو ایک مثالی نظام ملے گا۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے دنیا میں اس وقت طاقت کا قانون چلتا ہے۔ اسرائیل کے پاس چونکہ طاقت ہے اور دنیا کی سپر پاور امریکہ اس کی پشت پر ہے اس لیے اس نے قابل اعتراض اور نسلی قانون بنایا۔ اس قانون نے تو سیکولرازم کو بھی دفن کردیا ہے۔ کیونکہ سیکولرازم تو تمام مذاہب کو مانتا ہے لیکن انہوں نے تو صرف یہودی مذہب کی اجارہ داری قائم کی ہے۔ مسلم دنیا پر اسرائیل کے حالیہ قانون کا جو اثر پڑنا چاہیے بجائے اس کے مجھے تو یہ نظر آرہا ہے کہ عرب ورلڈ اس قانون کی توثیق ہی کرے گا اور اس کے خلاف کوئی اقدام نہیں کرے گا۔ کیونکہ تمام عرب ریاستیں اسرائیل کے سامنے جھک چکی ہیں اور اس کے خلاف اپنا کوئی راستہ بنانے کے لیے کسی صورت تیار نہیں ہوں گی۔ وہ اسرائیل کو سلام کریں گی اور اسی کے پیچھے چلیں گی۔ آپ نے long term impact کی بات کی ہے لیکن اس کا short term impact بھی ہو رہا ہے کہ بھارت اسرائیل جیسی دہشت گردانہ کارروائیاں مقبوضہ کشمیر میں کر رہا ہے۔ جس طرح اسرائیل فلسطین میں یہودی آباد کر رہا ہے اور انہیں فرسٹ کلاس شہری کا درجہ دیا گیا ہے بالکل اسی طرح بھارت سے ہندو امپورٹ کر کے مقبوضہ کشمیر میں بسائے جا رہے ہیں۔ جس طرح اسرائیل نے فلسطینیوں کی نسل کشی کی ہے وہ انداز پہلے کشمیر میں نہیں تھا۔ لیکن اب اس

> **Jiwish Nation State Law کا مسلم اور بالخصوص عرب ورلڈ پر impact اصل میں تو یہ ہونا چاہیے کہ یہودیوں کی طرح عرب ورلڈ بھی متحد ہو اور وہ قرآن کو اپنا آئین بنائیں۔**

کا یہ اثر ہوتا نظر آرہا ہے کہ پہلے وہاں مہینوں میں کچھ لوگ شہید ہوتے تھے لیکن اب روزانہ شہید ہو رہے ہیں۔ تو یہاں بھی بھارت نے اسرائیل والا انداز اپنایا ہے کیونکہ دونوں کے پاس طاقت ہے۔ لہٰذا عالمی سطح پر کوئی ان کے خلاف نہیں بولتا۔ حالانکہ دونوں عالمی قوانین کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے مسلمانوں کو دشمن قوتیں دباتی تھیں لیکن اب ان کو نیست و نابود کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔

سوال: کیا ہم اس Jewish Nation State Law کو عصبیت پسند اور فاشزم کی official beginning کہہ سکتے ہیں؟

رضاء الحق: ویسے تو اسرائیل کافی پہلے سے اس طرح کے اقدامات کر رہا تھا لیکن حقیقت میں جب امریکہ میں ٹرمپ کی ایڈمنسٹریشن شروع ہوئی ہے تو اس کے بعد اسرائیل نے بہت کھلم کھلا اقدامات کرنے شروع کردیے ہیں۔ ٹرمپ انتظامیہ نے بھی بہت سارے ایسے اقدامات کیے جو فلسطینیوں کے اور باقی مسلم ممالک کے خلاف تھے لیکن وہ اسرائیل کے حق میں تھے۔ پھر اسرائیل کو بھی یہ شہ ملی اور اس نے پھر اس طرح کے قوانین پاس کرنے شروع کیے۔ اسرائیل کی ایک پارٹی ''بلد'' ہے جس میں فلسطینی عرب شامل ہیں اور یہ اسرائیلی پارلیمنٹ کی انتہائی اقلیتی پارٹی ہے۔ جبکہ وہاں عرب مسلمانوں کی پارٹی نے پارلیمنٹ میں ایک قانون پاس کروانا چاہا کہ ''تمام شہریوں کو برابر کے حقوق ملنے چاہییں'' لیکن وہ یہودیوں نے پاس تو دور کی بات ہے ٹیبل ہی نہیں ہونے دیا کہ یہ قانون ہمارے بنیادی مقاصد کے خلاف ہے۔ بجائے اس کے اسرائیلی پارلیمنٹ نے جو قانون پاس کیا ہے اس کو ہم گریٹر اسرائیل کی official beginning کہہ سکتے ہیں۔

سوال: کیا بین الاقوامی قوانین کے تحت عصبیت پر مبنی کوئی ریاست قائم کی جاسکتی ہے؟

رضاء الحق: بالکل نہیں بن سکتی۔ کیونکہ ایسی ریاست انٹرنیشنل کنونشن against apartheid, against crimes in apartheid فورتھ جنیوا کنونشن اور اقوام متحدہ کے چارٹر وغیرہ کی خلاف ورزی ہے۔ ان بین الاقوامی قوانین میں سے کچھ پر تو اسرائیل نے دستخط کیے ہوئے ہیں اور کچھ پر نہیں کیے۔ حیرانی کی بات ہے کہ جن کے اوپر اسرائیل نے دستخط کیے ہوئے ہیں ان کی خلاف ورزی پر اسرائیل کے خلاف جب کوئی قرارداد آتی ہے تو امریکہ اس کو ویٹو کردیتا ہے۔

سوال: اگر پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے تو ہم اسرائیل کو یہ حق کیوں نہیں دیتے؟

ایوب بیگ مرزا: اگر میں پاکستان کا مسئلہ اور اسرائیل کا مسئلہ الگ الگ بیان کردوں تو خود بخود تقابل ہوجائے گا۔ آغاز ہی سے تحریک پاکستان اس بنیاد پر چلی تھی کہ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ! مسلم لیگ کا آفیشل سلوگن یہ تھا کہ ''مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ''۔ یعنی ایک علاقے کے لوگوں نے واضح طور پر یہ اعلان کردیا کہ ہم ایک ایسی ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں جو اسلامی ہوگی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اسلام کیا کہتا ہے۔ پھر 1949ء میں قرارداد مقاصد بھی منظور ہوگئی جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک اسلامی ریاست ہیں اور آئینی طور پر ہم نے اس کا اقرار کرلیا۔ اسلام جہاں نافذ ہوگا تو وہ ذمی کو اس کی جان، مال اور عزت کو پورا تحفظ دیتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم مسلمان ہوتا ہے تو اس کا سٹیٹس تمام مسلمانوں کے برابر

ہو جاتا ہے۔یعنی اس کو دوسرے مسلمانوں کے برابر حقوق ملیں گے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک حبشی غلام ہوتا تھا جسے آپ روزانہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ لیکن وہ روزانہ انکار کرتا تھا۔لیکن آپ کہتے تھے کہ لا اکراہ فی الدین یعنی اسلام میں کوئی زبردستی نہیں۔جب تک کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوتا اس وقت تک اس کے لیے اسلامی قوانین کی پابندی لازمی نہیں ہے۔اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم انسان ہونے کے ناتے بالکل برابر ہوں گے۔جبکہ اس کے مقابلے میں یہودیوں کا یہ بنیادی قانون کہتا ہے کہ یہ یہودیوں کی ریاست ہے۔وہ غیر یہودیوں کا ذکر ہی نہیں کرتا۔ہمارے ہاں کا سیکولر طبقہ اسلام کے قوانین پر اعتراضات کرتا رہتا ہے کہ ہم غیر مسلم کو اقلیت کیوں کہتے ہیں؟ لیکن اسرائیل کے اس قانون کے بارے میں آج تمام این جی اوز خاموش ہیں۔کوئی نہیں بول رہا ہے کہ یہ ایک انتہائی غیر انسانی قانون ہے۔آج ساری دنیا سیکولرازم کی پرچارک ہے،اس کی علمبردار ہے۔لیکن کوئی نہیں کہہ رہا کہ آپ نے سیکولرازم کو دفن کر دیا۔جبکہ ہمارے ہاں بڑے زور سے یہ کہا جاتا ہے کہ مذہب کا ریاست سے کیا تعلق ہے؟اب انہوں نے مذہب اور ریاست کو ایک کر دیا اور وہ بھی ایک یہودی مذہب۔اس کے ساتھ دوسرا مذہب نہیں ہو سکتا۔تو پھر تقابل خود بخود سامنے آ گیا کہ وہ خالصتاً ایک نسلی بنیاد پر بنایا گیا قانون ہے۔یہ نظریاتی بنیاد پر نہیں ہے۔

رضاء الحق: اسرائیل نے مسجد اقصیٰ کو بند کیا ہوا ہے۔ لیکن کیا کبھی پاکستان میں کسی چرچ یا مندر کو بند کیا گیا؟ بلکہ ان کی زیبائش و آرائش کے لیے تو چیف جسٹس نے نوٹس لیا ہوا ہے۔یہاں سے آپ تقابل کر سکتے ہیں کہ اسلام اور یہودیت میں کتنا فرق ہے۔اسلام بحیثیت انسان سب کو قبول کرتا ہے۔لیکن یہودی دوسروں کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔

ایوب بیگ مرزا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کا تاریخی سفر کیا تھا تو وہاں عیسائی پادریوں نے انہیں دیکھ کر ہی اپنے شہر کے دروازے کھول دیے تھے۔ وہاں عیسائیوں کے چرچ میں جب آپ پادریوں سے مذاکرات کر رہے تھے تو عین اس وقت نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ اس ٹمپل سے باہر جانے لگے تو پادریوں نے کہا کہ یہیں نماز پڑھ لیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں نے یہاں نماز پڑھ لی تو بعد میں مسلمان اسے مسجد بنا لیں گے۔اس لیے میں باہر نماز پڑھوں گا۔

سوال: Jewish Nation State Law اسلامی قوانین اور تعلیمات سے کس حد تک متصادم ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آپ اسلام کی بات کرتے ہیں یہ تو یو این او کے چارٹر کے بھی خلاف ہے۔اسلام کی بات تو بعد میں آتی ہے۔یہ انسان کے بنیادی حقوق سے بھی متصادم ہے۔

سوال: اسرائیل کی Druze کمیونٹی اس قانون کے خلاف بڑے پیمانے پر مظاہرے کر رہی ہے جبکہ اسرائیلی وزیر اعظم اس قانون میں تبدیلی کے لیے تیار نہیں۔کیا یہ قانون انٹرنیشنل ایشو بنتا ہوا نظر آتا ہے؟

رضاء الحق: انٹرنیشنل ایشو تو ایک حد تک بن چکا ہے اور انٹرنیشنل ایشو کے طور پر اس کو پیش کیا جا رہا ہے اور کیا جانا چاہیے۔druze کمیونٹی اسرائیل کی آبادی کے اقلیتی لوگ ہیں۔وہ اسرائیل کی آبادی کے تقریباً دو فیصد لوگ ہیں یعنی کل پانچ لاکھ ان کی تعداد ہے اور وہ اسرائیل کے بڑے مضبوط اتحادی رہے ہیں اور اسرائیلی فوج میں بڑے اہم عہدوں پر رہے ہیں۔ریسلنگ کے ایک مقابلے میں ایک طرف ایران کا ریسلر تھا تو دوسری طرف Druze کمیونٹی کا آدمی تھا لیکن ایران نے مقابلے سے انکار کر دیا کہ یہ یہودی ہے۔لیکن یہ قانون اس کمیونٹی کو بھی exclude کر رہا ہے۔کیونکہ Zioinist یہودی صرف اپنے آپ کو اصلاً انسان سمجھتا ہے باقی سب اس کے کارندے ہیں وہ جب چاہیں اس کو ٹھکرا دیں۔ Druze کمیونٹی وہاں احتجاج کر رہی ہے۔کل تو وہاں gays اور lesbians بھی اس کے خلاف احتجاج کر رہے تھے لیکن اسرائیل کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے کہ کون احتجاج کر رہا ہے۔وہ اپنے مقاصد کی طرف بڑھ رہا ہے۔مجھے نہیں لگتا کہ یہ کوئی انٹرنیشنل ایشو بنے گا کیونکہ اسرائیل کی پشت پر امریکہ ہے۔گریٹر اسرائیل بننے کی طرف یہ پیش قدمی ہے۔احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آخری دور میں گریٹر اسرائیل قائم ہوگا۔

سوال: اسرائیل نے آج تک اپنے بارڈرز واضح نہیں کیے۔یہ اس کی کیا سٹریٹیجی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اس کی سٹریٹیجی بالکل واضح ہے۔ عالمی قانون کے مطابق اگر کسی ملک کی فوجیں کسی علاقے پر قبضہ کر لیں تو پھر مذاکرات کے بعد وہ علاقہ خالی کر دیں گی۔لیکن اسرائیل نے آج تک جہاں جہاں قبضہ کیا وہ علاقے اس نے خالی نہیں کیے۔وہ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ہم جتنے ہیں اتنے رہیں گے۔یہ ان کے گریٹر اسرائیل کا نظریہ ہے۔گریٹر اسرائیل کا نقشہ تو مدینہ تک پہنچتا ہے لیکن وہ مدینہ کے اندر داخل نہیں ہو سکیں گے۔ ان شاء اللہ کیونکہ اللہ اس کی حفاظت کرے گا۔یہاں میں ایک بات کہوں گا کہ پاکستان کے قیام کے تقریباً نو ماہ بعد اسرائیل قائم ہوا تھا۔بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مرض سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کی دوا پیدا کرتا ہے۔یہ اسرائیل دنیا کے لیے ایک ناسور اور بیماری ہے جس کے علاج کے لیے اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو پیدا کیا ہے۔تو ہمیں یہ توقع رکھنی چاہیے اور اپنے اعمال اس طرح کے بنانے چاہئیں۔پاکستان ایک اسلامی ریاست بنے گا تب ہی تو اسرائیل کا توڑ ہوگا۔مجھے امید ہے کہ پاکستان یہ کر کے دکھائے گا۔ان شاء اللہ پاکستان کے موجودہ دگرگوں حالات ہمیشہ ایسے نہیں رہیں گے۔ کیونکہ پاکستان وسائل کے لحاظ بہت مضبوط ملک ہے۔ اس کی فوج،اس کی ایٹمی صلاحیت،اس کی وسیع و عریض زرعی زمین،اس کی معدنیات،پھر یہاں پر چلنے والی دین کے احیاء کی تحریکیں،یہ تمام باتیں سامنے رکھیں تو پاکستان دنیا کا مضبوط ترین ملک بنے گا۔پھر حدیث میں حضرت مہدی کی مدد کے لیے مشرق سے فوجیں جانے کی پیشن گوئی ہے۔اس کا مصداق بھی یہ ملک ہی بنے گا۔لیکن ہمیں اس حوالے سے کام کرنا چاہیے۔جس طرح انہوں نے ایک ہدف بنایا ہے ہمیں بھی ایک ہدف بنانا چاہیے کہ ہم ایسی انسان دشمن نسلی ریاست کو ختم کریں گے۔ تباہ و برباد کریں گے۔اس لیے کہ وہ دنیا کے امن کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

جمہوریت کا سفر جاری ہے۔ وکھری ٹائپ کی جمہوریت ہے۔ انتخابی عمل سوالات سے بھرا پڑا ہے۔ مسترد شدہ ووٹوں کی پراسرار کہانی جابجا سر اٹھا رہی ہے۔ شفافیت کے دعوے دھندلا چکے ہیں۔ بننے سے پہلے ہی وزیراعظم کو پروٹوکول اور سکیورٹی فراہم کی گئی! آزاد پرندے ٹوکری تلے ڈال کر گنتی فراہم کر کے وزیراعظم گویا بن چکے تھے! اپنے لیے سادہ رہائش گاہ کی تلاش میں پہلے نگہ انتخاب پنجاب ہاؤس پر جا ٹھہری۔ تاہم اس کے پُرتعیش ہونے کی بھی ہوشربا تفاصیل سامنے آ گئی ہیں۔ (دی نیوز۔ انصار عباسی، 9 اگست)۔ عوام بیچارے کیا جانیں! شاہی، شہنشاہی نوعیت کی یہ تین منزلہ عمارت ایک ایسا عشرت کدہ ہے جو پبلک بلڈنگز میں سب سے بڑھ کر ہے۔ آرائش و زیبائش جھاڑ فانوس، قیمتی ترین فرنیچر اور قالینوں، در و دیوار پر آویزاں مہنگی ترین پینٹنگز اور تعیشات میں وزیراعظم ہاؤس کو شرماتی ہے۔ آپ نے کیا سمجھا۔ ہمارے وزرائے اعظم اور وزرائے اعلیٰ کوئی ٹٹ پونجیئے تو نہیں کہ سادہ عمارات میں، (ابوبکرؓ و عمرؓ نہ سہی) 10 ڈاؤننگ سٹریٹ کے سے فلیٹوں میں جا رہیں۔ 300 کنال کے فارم ہاؤس سے نکل کر آخر ایٹمی پاکستان کا وزیراعظم کسی کمال و جمال والی رہائش گاہ کا حقدار تو ہے ہی! وزیراعظم ہاؤس کا سکیورٹی کا بجٹ 980 ملین ہے۔ سو ابھی تو حساب باقی ہے کہ جمہوریت کا وزیراعظم عوام 60 فی صد خط غربت سے نیچے بیٹھے) کو بالآخر کتنے میں پڑے گا۔ Of the people, for the people, by the people والی جمہوریت عوام کو پیپل کے درخت کے تلے بٹھا کر مکان کی تلاش میں رہی۔ (زائچوں سے بالآخر طے پا ہی گیا!)۔ تاہم آف کے بچے انتخابات کے بعد، Off، ہو جاتے ہیں۔ (یعنی گل کر دیئے جاتے ہیں) بائی کے بچے buy، کرنے پڑتے ہیں۔ گنتی پوری کرنے کے لیے (خریداری) آزاد ارکان کی بولی لگنی تو ناگزیر مجبوری ہے۔ نظریۂ ضرورت کے تحت وژن والوں کو بھی حکومت سازی اسی طرح کرنی ہوتی ہے۔

اب ایسے میں اگر کوئی Nostalgic یاد ماضی کا اسیر ہو کر 1400 سال پیچھے لوٹ کر اس حکومت کو دیکھے جہاں خوشحالیوں کا دور دورہ تھا۔ (آخر عمران خان نے مدینہ کی فلاحی ریاست کا تذکرہ تو کیا تھا۔ اپنے وژن پر روشنی ڈالتے ہوئے) سیدنا عمرؓ کے دور میں جہاں نہ ورلڈ بینک تھا، نہ آئی ایم ایف کے آگے دھرا کشکول۔ تین براعظموں پر محیط سپر پاور تھی۔ زکوٰۃ دینے نکلتے تھے تو لینے والا نہ ملتا تھا۔ (آج آٹا بانٹنے نکلیں تو ٹرک لوٹ لیے جائیں، بلوہ ہو جائے۔ لوگ مارے جائیں لاٹھی چارج ہو!) سیدنا عمرؓ کے گورنر شام ابوعبیدہ بن جراحؓ تھے۔ (چار ملکوں پر محیط صوبہ یعنی لبنان، شام، اردن، فلسطین، مکمل بشمول مقبوضہ علاقہ) یاد رہے کہ چیف جسٹس صاحب نے بھی پچھلے دنوں عمر فاروقؓ جیسا حکمران مانگا تھا۔ سیدنا عمرؓ دورے پر گئے۔ دن بھر دونوں، امیرالمومنین اور گورنر امور مملکت دیکھتے رہے۔ شام ہوئی تو عمر فاروقؓ نے گورنر ہاؤس دیکھنے جانے کی خواہش کی۔ کچھ پس و پیش کے بعد ابوعبیدہؓ انہیں لے چلے۔ شہر سے باہر (فارم ہاؤس ہو گا؟) جا کر کہیں ایک حجرہ آیا! پروٹوکال اور ہٹو بچو والے کتنے باراتی ساتھ تھے؟ مملکت اسلامیہ کے دو انمول ہیروں کا تحفظ؟ جن کا بدل کوئی نہ تھا۔ ایک امیرالمومنینؓ دوسرے امین الامتؓ، دونوں عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ (وہ دس صحابہؓ جنہیں جنت کی بشارت زبان رسالت ﷺ سے ملی!) تن تنہا چلے جا رہے تھے! حجرے کی فرنشنگ کیا تھی؟ جبکہ روم اور ایران کے بے بہا خزانے قدموں تلے دولت کے دریا بہا رہے تھے۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے تھے۔ سونے اچھالتے نکل جایئے، ایک خدا کے سوا کسی کا خوف نہ تھا! فرش پر بچھا معمولی بستر اور بھاں بھاں کرتا خالی گورنر ہاؤس۔ (ہمارا وزیراعظم ہاؤس 135 ایکڑ پر ہے) اب ڈنر ٹائم ہو چکا تھا۔ میزبان گورنر نے لکڑی کی ٹہنیوں سے بنی چھت میں سے ہاتھ اونچا کر کے (قد 8 فٹ نہیں تھا!) ایک پیالہ نکالا۔ دسترخوان پر رکھا۔ معذرت کی کہ امور مملکت اتنی فرصت نہیں دیتے کہ کھانے کا اہتمام کر سکیں۔ ایک بڑھیا سے طے کردہ روٹی صبح مل جاتی ہے۔ اس کے ٹکڑے پانی میں بھگو کر رکھ جاتے ہیں تاکہ سوکھ نہ جائے۔ رات کو واپس آ کر یہی تناول فرما لیتے ہیں۔ سو آج غیر متوقع مہمان کی تواضع کو بھی یہی کچھ ہے۔ اور یوں چشم فلک نے نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دو محبوب (سجود ملائک اور اشرف المخلوقات ہونے کے لائق) اصحاب کو دیکھا جنہوں نے اپنا وی وی آئی پی ہونا آخرت کے لیے اٹھا رکھا تھا۔ قطرے برابر حقیر دنیا میں شان و شوکت کو قیصر و کسریٰ کے لیے چھوڑ دیا۔ خود دائمی جنت کی طلب میں اپنے عوام کو برسرزمین جنت کی سی راحتیں، امن اور آسودگی فراہم کی۔ خود روکھی سوکھی پر اکتفا کیا! یہاں کشکول بدست مملکت کے صدارتی وزارتی گھوڑوں اور کتوں کے سیب کے مربوں اور گوشت کا بجٹ لاکھوں سے باتیں کرتا ہے۔

لوگ دور دور کی کوڑیاں لاتے ہیں کہ امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیوں کیا۔ خراسان سے کیا خطرہ تھا؟ پورے علاقے کو تہس نہس کیوں کیا؟۔ یاد کیجیے ملا عمر کا دور۔ نفاذ شریعت۔ فرزند اقبال، جسٹس جاوید اقبال مرحوم افغانستان سے ہو کر آئے تو کہنے لگے کہ (طالبان دور میں) یہ نظام جو افغانستان میں قائم ہے اگر دو چار اور مسلم ممالک میں قائم ہو گیا تو ساری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ یہ گواہی کسی ملا کی نہیں! آج جو امریکہ سیاسی اسلام پر غضب ناک ہو کر ٹوٹ پڑتا ہے، اس کی وجہ حکمران اسلام کی یہی کشش ہے۔ عمر فاروقؓ تا ملا عمرؒ کی مثالی حکمرانی کا خوف ہے جو دنیا کے استحصالی سرمایہ دارانہ جمہوری نظام کے لیے بہت بڑا چیلنج ہے۔ خلافت جس میں حکمران زبردستی کرسی پر بٹھائے جاتے ہیں۔ کروڑوں کی رعایا کے حقوق کا تحفظ اور اللہ کے آگے جواب دہی کا خوف عمرؓ جیسے جری، شیر دل حکمران کو پہروں رلاتا ہے۔ کیوں چن چن کر دنیا سے خلافت، شریعت کا خواب دیکھنے یا اس پر لب کشائی کرنے والوں پر زمین تنگ کر دی گئی؟ یہ جمہوری شہنشاہوں کی شان و شوکت کے دشمن ہیں۔ چاہتے ہیں سلمان فارسیؓ جیسے گورنر ہوں جو گدھے پر بیٹھے، مزدوروں کی سی ہیئت رکھتے ہوں۔

جنہیں مزدور سمجھ کر کوئی اجرت طے کر کے گھاس کا گٹھا سر پر رکھوا دے تو اپنا تعارف بھی نہ کروائیں۔ گٹھا اٹھا کر چل پڑیں۔ جب کوئی پہچان کر روہانسا ہو جائے کہ یہ تو سلمان فارسیؓ ہیں (گورنر ہونے سے بھی بڑی بات تو یہ تھی!) تو مصر رہیں کہ حرج ہی کیا ہے، اب تو مزدوری طے ہو گئی۔ گٹھا اٹھانے سے پہلے بھی سلمانؓ تھا، اب بھی سلمانؓ ہی ہوں! سید قطبؒ بجا کہتے ہیں: ان کو چاہیے امریکی اسلام، وہ اسلام جو وضو، طہارت کے مسئلوں پر تو خوب خوب بات کرے لیکن مسلمانوں کے سیاسی، معاشی، سماجی مسائل پر زبان بند رکھے۔ یاد رہے کہ نبی مکرم ﷺ نے جس اسلام کی دعوت دی (جس پر یہ 14 اگست والا پاکستان قائم ہوا۔ لاالٰہ الا اللہ) وہ صرف ٹھنڈا میٹھا وعظ نہ تھا۔ نرم، شیریں، نصیحتیں نہ تھیں۔ امن، خدمت خلق، اخلاق، عبادات تک محدود نہ تھا کہ دنیا کی باگ ڈور، نظام زندگی کفر کے ہاتھ میں ہو، اسلام چھوٹے سے خانے میں محدود محبوس رہے۔ صرف انفرادی تزکیہ نہیں۔ غالب قوت سے دبنے، دولت واقتدار سے مرغوب ہونے والے، اس کے اسیر ہونے والے نہیں۔ بہادر، بے باک، باشعور، خوددار، ذہین فعال لوگ۔ نظام اجتماعی کو منشائے ربی (قرآن وسنت) کے مطابق سرتاپا درست بنیادوں پر استوار کر دینے والے انقلاب کے داعی۔ اخوان، حماس، سیاسی اسلامی قوتیں ہر مسلم ملک میں نظام کفر اور اس کے آلہ کاروں کے لیے خطرے کی علامت ہیں۔

یہاں ابھی چھ ہزار تو صرف تصاویر ہیں جو تمام دفاتر ہائے مملکت خداداد میں لگائی جائیں گی تاکہ اگر وزیراعظم دفتر جائیں تو تصویر سے مطابقت دیکھ کر پہچانے تو جا سکیں! کتنی بڑی مجبوری ہے! یہ 2500 سال پرانا نظام زندگی گورا یونان روم کے کھنڈرات سے نکال کر جاری کر سکتا ہے، لیکن 1400 سال پرانی کوثر وتسنیم سے دھلی شفاف آسمانی تہذیب کی بات قدامت پرستی ہے؟ جبکہ نبی اکرم (سراج منیر ﷺ) صلی اللہ علیہ وسلم، سورج کی روشنی، بادل بارش، ہوا کی طرح پوری دنیا کو حیاتِ نو دینے آئے تھے! ووٹ والے سیاستدان، انگلی والے ایمپائر، ہتھوڑے والے جج، کلف لگے سول سرونٹ، ریٹنگ والا میڈیا۔ سب عالمی نظام ہی کا حصہ ہیں۔ تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی!

❁❁❁

اصول پرستی کا ہے کی؟

محمد فہیم

الیکشن نتائج کو اپنی توقعات کے برعکس پا کر اس قوم پر مسلط روایتی سیاسی پارٹیوں نے دھاندلی کا واویلا لے کر جیتنے والی پارٹی کے خلاف اکا کر کے یہ واضح اشارہ دیا ہے کہ انہیں وہی انتخابی نتائج قبول ہوں گے جو انہیں اسلام آباد کی کرسی دے سکیں۔ متضاد نظریات اور افکار کی حامل جماعتیں کسی بھی قومی ایشو پر متحد نہ ہو سکیں بس اپنے اقتدار کی خاطر ایک دوسرے کو سڑکوں پر گھسیٹنے اور نام نہاد اصول پرستی کا دعویٰ کرنے والے، مذہب کو انتخابات کا ذریعہ بنانے والے اور سب سے بڑھ کر جمہوریت پسندی کا لبادہ اوڑھنے والے ایسے اکھٹے ہو گئے گویا ان کے درمیان کبھی کوئی اختلاف اور مخالفت کا معاملہ تھا ہی نہیں۔

سب سے زیادہ قابل نفرت رویہ ان سیاسی جماعتوں کا ہے جو اصول پرستی کا دعویٰ کرتے نہیں تھکتیں۔ اصول پرستی کا ہے کی؟

اس اتحاد کی سرخیل پارٹی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی تو جان پر بنی ہوئی ہے۔ اس پارٹی کے سربراہ خاندان (شریف برادران) اور ان کے نزدیک اعزاء واقرباء اور مخصوص مصاحبین جو گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں سے ملک اور اس کے بڑے صوبے پر بادشاہوں کے شان کے ساتھ مسلط ہیں۔ اپنی کرپشن اور ناقص طرز حکمرانی کے آئینہ میں اپنے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔ لہٰذا وہ تو ہر قیمت پر اسلام آباد کی کرسی پر براجمان ہونے کے لیے ہر ہتھکنڈا استعمال کریں گے خواہ ان کا یہ عمل قومی مفاد کے خلاف اور جمہوری اور اخلاقی اصولوں کے مخالف کیوں نہ ہو۔ ان کے خلاف کرپشن کے میگا سکینڈلز، بیرونی ملک اثاثوں کی ملکیت، اقرباء پروری، بھارت کے حق میں اور نظریۂ پاکستان کے خلاف بیانات کوئی ڈھکی چھپی بات نہ رہی۔ ماڈل ٹاؤن قتل عام کے مقدمے کی تلوار بھی ان کے سروں کے اوپر لٹک رہی ہے۔ لہٰذا وہ ہر حربہ استعمال کر کے (by hook or by crook) اقتدار تک پہنچنے کے لیے کوئی بھی آپشن اختیار کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

اس صورت حال میں ان کے پیچھے کھڑے ہونے والی بقیہ جماعتوں کا رویہ قابل افسوس ہی نہیں آخری حد تک قابل نفرت بھی ہے کہ وہ دانستہ طور پر پاکستان کو لوٹنے والے ان عناصر کی پشتیباں بن رہی ہیں جنہوں نے دیگر خرابیوں کے علاوہ اس ملک کو معاشی طور پر تباہ کر کے آئی ایم ایف کے ساتھ گروی کر رکھا ہے۔ ان میں سے بعض سیاستدانوں کا برسر اقتدار خاندان سے بے تحاشا مفادات کی حقیقت پوری طرح عیاں ہے۔ ایک مذہبی پارٹی کے سربراہ کی سیاسی زندگی تو پوری کی پوری ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم کے مکینوں کی پہلوؤں میں گزری۔ ان کے لیے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مکین ایوان اعظم زرداری ہو، نواز شریف ہو یا کوئی اور۔ الیکشن ہار کر ان کی دنیا ہی تاریک ہو گئی۔ لہٰذا یہ بات جاننا کوئی مشکل نہیں کہ وہ سیدھی انگلیوں سے اگر نہ ہو سکے تو پھر ٹیڑھی انگلیوں سے گھی نکالنے کی کوشش کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔

جمہوریت جمہوریت کا شور مچا کر نہ تھکنے والے آج اپنے قول وفعل سے جمہوریت کا منہ چڑا رہے ہیں۔ معروف جمہوری ملکوں میں اگر کسی پارٹی کو 51% برتری حاصل ہونے کے آثار نظر آنے لگتے ہیں تو ہارنے والی پارٹی/پارٹیاں جیتنے والی پارٹی کو مبارک باد دے کر اپنا ہار تسلیم کر لیتی ہیں۔ اس تمام تناظر میں سب سے زیادہ تکلیف دہ رویہ جماعت اسلامی کا ہے جو بانی جماعت سید مودودیؒ کے اقوال کے بالکل برعکس وہ سب کچھ کر گزری ہے جن سے سید مودودیؒ نے واضح الفاظ میں ممانعت کی تھی۔ فی الوقت دیگر کے ساتھ مل کر جماعت کا اس پارٹی کی حمایت میں کھڑے ہو کر اسے جمہوریت کے پردے میں سازش کے ذریعے مسلط کرنے کی کوشش نہایت ہی قابل افسوس معاملہ ہے۔ کیا جماعت کی قیادت کو یہ نہیں معلوم کہ جس جماعت کے پلڑے میں وہ اپنا وزن ڈالتی ہے اس نے کتنی بے دردی کے ساتھ اس ملک کو لوٹا ہے اور اس غریب قوم کی دولت بیرون دنیا منتقل کر کے اپنی عمارات بنوائی ہیں؟

یہ تو قوم کا ہر بچہ جانتا ہے کہ گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں کے دوران ''باریاں'' لینے والی دو پارٹیوں نے اس ملک کو نہایت بے دردی کے ساتھ تباہی کے کنارے

لا کھڑا کیا ہے۔ اور آپ انہی دونوں کو تقویت دینے کے لیے ان سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ زرداری اور اس کے چیلوں نے جب احتساب کے ہاتھ اپنے گریبانوں تک بڑھتے ہوئے دیکھا تو انھوں نے فوراً نئے ’’میثاق جمہوریت‘‘ کے حوالے سے مسلم لیگ (ن) کے ساتھ ہاتھ ملانے کا عندیہ دیا تاکہ ایک دوسرے کا سہارا بن کر کسی قسم کے ممکنہ احتساب سے بچا جاسکے۔ یاد رہے کہ زرداری اور ان کی بہن کے خلاف 35 ارب کے منی لانڈرنگ کا الزام لگ چکا ہے۔ اور ان کے خلاف کارروائی جاری ہے۔ بھٹو (زیڈ اے بھٹو) مرحوم کے پھانسی پر مٹھائی تقسیم کرنے اور شادیانے بجانے والوں کے ساتھ زرداری اور ان کے بیٹے بلاول کی حمایت کے پیچھے وہ خوف ہے جو ان کو ممکنہ احتساب سے لاحق ہو چکا ہے۔ پی پی پی کے عام اور مخلص کارکن کبھی یہ نہیں چاہیں گے کہ بھٹو کے اصل دشمنوں کے ساتھ اتحاد تو دور کی بات ہے کسی قسم کی قربت بھی روا رکھی جائے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ پی پی پی پر یہ قابضین بشکل زرداری، خورشید شاہ، شیری رحمٰن اور اس قبیل کے دیگر بھٹو کے خون کے ساتھ غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان عناصر کو بہر صورت اقتدار سے غرض ہے۔ لہٰذا وہ حصہ مانگ کر الیکشن میں اقلیتی پارٹی (پی ایم ایل ن) کو غیر اخلاقی اور غیر جمہوری بلکہ عریاں سازش کے ذریعے دوبارہ قوم پر مسلط کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ذرا ان کے چند ایجنٹوں کے کرپشن کو دیکھیے۔ شرجیل میمن، ڈاکٹر عاصم، فواد حسن فواد، وغیرہ نے ملک کی تباہی کر دی ہے۔

یہ قوم اب مزید اندھی بہری نہیں رہی گی۔ ایک فعال اور اپنے قول کے پکے عمران جیسی شخصیت کو اوپر لانے سے دو باتیں بالکل واضح ہیں۔ 1۔ کہ عوام الناس اس قبضہ گروپ اور اس کے حوارئین (باریاں لینے والی دو بڑی پارٹیاں) اور ان کے معاونین جیسے مولانا محترم، محمود اچکزئی اور اے این پی) سے تنگ آچکے ہیں۔ اور دوم یہ کہ ان کو اب پتہ لگ چکا ہے کہ کن ہاتھوں سے ان کے ملک کی تباہی واقع ہو کر ان کے مستقبل کو تاریک بنایا گیا ہے۔ قوم نے بحیثیت عمومی اور نوجوان نسل کی عظیم اکثریت نے عمران کی شکل میں اُمید کی ایک کرن دیکھی ہے۔ اور یہی طبقہ ان روایتی سیاستدانوں کی موجودہ سازشوں کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے جو ہر ادارے پر دھاندلی کے الزامات لگا کر انتخابی نتائج کو مشکوک بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ عوام جانتے ہیں کہ ایک طرف الیکشن کے نتائج تسلیم نہ کرنے اور دوسری طرف پارلیمنٹ میں بیٹھ کر اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کے خلاف اکا کرنے کا مطلب کیا ہے۔ اس کی طرف پہلے تفصیلاً اشارات کیئے گئے ہیں ایک اصولی، مذہبی/سیاسی جماعت کا دعویٰ کرنے والی جماعت اسلامی کے موجودہ رویہ پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کے بجائے، میں 4 اگست 2008ء کو ایک قومی اخبار میں کالم نگار جناب ڈاکٹر دوست محمد کے کالم سے ایک حصہ نقل کر کے قارئین کی خدمت میں برائے غور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ (ڈاکٹر صاحب موصوف کے آخباری مضامین شاہد ہیں کہ وہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تعلیمات سے کافی متاثر ہیں اور دینی اقدار کے حامل کی حیثیت سے ان کا جماعت اسلامی کے ساتھ ہمدردی بھی واضح ہے (واللہ اعلم)۔ لکھتے ہیں ’’جماعت اسلامی کے علماء کو اپوزیشن اتحاد میں دیکھ کر سوچنے لگتا ہوں کہ کوئی بندۂ رشید ایسا سامنے نہیں آسکے گا کہ ایک دفعہ پھر جماعت اسلامی کے حلقوں کو بتا سکے کہ سید مودودیؒ نے جماعت کی تاسیس کے مقاصد کیا رکھے تھے؟ کیا دو تین سیٹیں جیتنے کے لیے ہر کسی کے ساتھ ملنا ہی اب مقصود جماعت رہ گیا ہے؟ چند دنوں سے جب سراج الحق تو نظر نہیں آتے لیکن لیاقت بلوچ (ماشاء اللہ) الٹرا ماڈرن خواتین سیاستدانوں کے شانہ بشانہ پریس کانفرنسوں اور اپوزیشن اتحاد (جس میں جماعت کی نظریات کے شدید مخالفین موجود ہیں) کے ساتھ رونق افروز نظر آتے ہیں۔ تو اپنے آپ کو کہنے پر مجبور پاتا ہوں کہ ۔

حقیقت روایات میں کھو گئی
یہ امت خرافات میں کھو گئی

موجودہ صورت حال کا تجزیہ مختلف زاویوں سے کیا جاسکتا ہے کہ وہ کونسے عناصر ہیں جن کی وجہ سے اپنے متضاد افکار، منشور، خیالات اور عقائد رکھنے والی پارٹیاں جیتنے والی تحریک انصاف کے خلاف اکٹھے کھڑے ہو کر سازشوں پر آمادہ ہوگئیں۔ تو دیگر کے علاوہ دو اہم باتیں سامنے آتی ہیں۔

1۔ چونکہ گزشتہ چار دہائیوں سے ان تمام اتحادیوں کا کسی کا کم کسی کا زیادہ وقتاً فوقتاً اقتدار میں حصہ رہا ہے اور ہر ایک نے جی بھر کر ملک کو لوٹا ہے (الا ماشاء اللہ) لہٰذا انھیں ڈر اور خوف لاحق ہے کہ اگر عمران برسر اقتدار آجائے تو ایک بے لاگ احتسابی عمل شروع ہوگا۔ جس کی وجہ سے ان جماعتوں سے متعلق اکثریت اپنے آپ کو سلاخوں کے پیچھے پائے گی۔ کیونکہ عمران کا یہ بھی وعدہ ہے کہ احتسابی اداروں کو مزید مضبوط کیا جائے گا اور ان میں کسی قسم کی مداخلت نہیں ہوگی۔

2۔ ان عناصر کو یہ بھی خطرہ ہے کہ چونکہ انھوں نے حکومتی بدانتظامی، لوٹ کھسوٹ، اقرباء پروری اور میرٹ کی پامالی اور کرپشن کے ریکارڈ قائم کیئے ہیں۔ لہٰذا اگر عمران (جیسا کہ وہ عدہ کرتے ہیں) ایک اچھی حکومت قائم کرسکے جس میں کرپشن کے خلاف موثر اقدامات ہوں۔ لوگوں کو حقوق ملنے شروع ہوں، انتظامی امور میں اصلاحات ہوں۔ میرٹ اور قابلیت کو مواقع ملیں اور اقتصادی اعتماد بحال ہو تو پھر آئندہ بھی ان آزمائے ہوئے سیاستدانوں کی سیاست کو لوگ مسترد کردیں گے۔

یہی صورت حال ہے جس سے اسلام کے لبادے میں اقتدار کے ایوانوں میں حصہ پانے والے اور لسانی، نسلی اور علاقائی عصبیتوں پر سیاست کرنے والے عناصر کو خطرات لاحق ہیں۔ ظاہر ہے ان کی لوٹ کھسوٹ کے مواقع سکڑتے رہیں گے۔ یہ دو وجوہات ہی سر فہرست ہیں جن کی وجہ سے ایک دوسرے کو سڑکوں پر گھسیٹنے کے دعوے کرنے والے آج متحد ہو کر سٹیٹس کو دوام بخشنے کے لیے سازشیں کر رہے ہیں۔ خدا نہ کرے اس ’’نام نہاد‘‘ اتحاد کی سازشیں کامیاب ہوں اور ملک پر دوبارہ وہ استحصالی ٹولہ مسلط ہو جس نے اس ملک کی بنیادیں کھوکھلی کر رکھی ہیں۔ اکثریت جیتنے والی پارٹی کو اقتدار مل جاتا ہے تو عمران خان کا بھی بہت سخت امتحان شروع ہوگا۔ ان کو بہت سے دیگر معاملات کے علاوہ ذیل کے چند حقائق کا مواجہہ کرنا ہوگا۔

1۔ کرپشن اور بدانتظامی کے حوالہ سے ملک کی جو صورت حال ہے اس کی اصلاح۔

2۔ ملک پر عوام کا اعتماد بحال کرنا، نیز اداروں کو مستحکم کرنا اور ان سے سیاسی اثر و رسوخ کا خاتمہ۔

3۔ سیاسی مخالفین سے جمہوری طریقہ پر نمٹنا اور ہر کام ذاتی اور پارٹی مفاد سے بالاتر ہو کر ملکی مفاد میں کرنا۔

4۔ اداروں اور منافع بخش نیم حکومتی اور پبلک اداروں میں جتنے اہلکار سیاسی بنیادوں پر بغیر کسی میرٹ لاکھوں کے مشاہرے پر لگائے گئے ہیں ان کا مکمل چھان بین کر کے میرٹ کو بحال کرنا۔

5۔ گزشتہ حکومت نے سرکاری مراعات پر جو میڈیا چینلز، اینکر پرسنز اور قلم کار خرید لیے ہیں۔ اس میڈیا وار کے خطرات سے نمٹنا۔

یہ وہ چیزیں ہیں جو فوری طور پر سامنے آئیں گی۔

لہٰذا یہ عمران صاحب کے اعصاب، استعداد اور ان کے منتخب کردہ ٹیم کی کارگزاری پر ہوگا کہ کس طرح صورت حال سے نمٹتے ہیں۔ (واللہ اعلم)

❁❁❁

علامہ سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ

ان دنوں سماجی رابطے کی ویب سائٹوں پر ایک پوسٹ گردش کر رہی ہے: ''وہ لوگ امریکی اور اسرائیلی اسلام چاہتے ہیں ایسا اسلام جس میں وضو کس طرح ٹوٹے اس کے بارے میں تو پوچھا جائے لیکن مسلمانوں کے سیاسی سماجی اقتصادی حالات کے بارے میں کچھ نہ پوچھا جائے''۔ یہ جملے علامہ سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہیں۔ تعلیمی نصاب میں اغیار کے تسلط کی بدولت ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے، جنہیں یہ بھی علم نہیں کہ سید قطب کا اصل نام سید ہے جبکہ قطب ان کا خاندانی نام ہے۔ ان کے آباء واجداد اصلاً جزیرۃ العرب کے رہنے والے تھے۔ ان کے خاندان کے ایک بزرگ وہاں سے ہجرت کر کے بالائی مصر کے علاقہ میں آباد ہو گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ سید قطب کی پیدائش 9 اکتوبر 1906 میں مصر کے ضلع اسیوط کے موشا نامی گاؤں میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گاؤں میں اور بقیہ تعلیم قاہرہ یونیورسٹی سے حاصل کی اور بعد میں یہیں پروفیسر ہو گئے۔ کچھ دنوں کے بعد وزارت تعلیم کے انسپکٹر آف اسکولز کے عہدے پر فائز ہوئے اور اس کے بعد اخوان المسلمین سے وابستہ ہو گئے اور آخری دم تک اسی سے وابستہ رہے۔

خاندانی پس منظر:

سید قطبؒ کا کنبہ ایک زمیندار گھرانہ تھا اور آپ کے والد محترم کا شمار اپنے خاندان اور علاقہ کے بڑے بزرگوں میں ہوتا تھا۔ جملہ سیاسی وسماجی وانتظامی مسائل میں آپ کے والد بزرگوار کی رائے کو ایک طرح سے فیصلہ کن مقام حاصل تھا۔ گویا قیادت کی صلاحیت سید قطب کو خاندانی وراثت سے ہی ملی تھی۔ آپ کے والد محترم کی ایک خاص بات ہفتہ وار مجالس ہیں جن میں اس وقت کے سیاسی وقومی معاملات کو قرآن کی روشنی میں سمجھا جاتا تھا۔ اس طرح گویا قرآن فہمی بھی آپ کو اپنے بابا جان کی طرف سے علمی وراثت میں ملی۔ شاید اسی کے باعث لڑکپن سے ہی روایتی ملائیت کے خلاف ان کے اندر شدید نفرت کی آگ بھڑک اٹھی تھی، کیونکہ روایتی مذہبی تعلیم کے مدارس قرآن مجید کی انقلابی تعبیر سے بہت بعید ہوتے ہیں، الا ماشاءاللہ۔ وہ بچپن سے ہی کتب کے بہت شوقین تھے، اپنی جیب خرچ سے پیسے بچاتے ہوئے اپنے ہی گاؤں کے کتب فروش سے کتابیں خرید لیتے تھے اور بعض اوقات شوق مطالعہ انہیں ادھار پر بھی مجبور کر دیتا تھا۔ بارہ سال کی عمر میں ان کے پاس پچیس کتابوں کی لائبریری مرتب ہو چکی تھی، گویا امت مسلمہ کا یہ یکے از مشاہیر اپنی جسمانی عمر سے دوہری نوعیت کی ذہنی وفکری عمر کا حامل تھا۔ اس چھوٹی عمر میں بھی لوگ ان سے اپنے سوالات کیا کرتے تھے اور بعض اوقات بڑی عمر کے لوگوں کی ایک مناسب تعداد ان سے اجتماعی طور پر کسب فیض بھی کرتی تھی تاہم خواتین کو ان کی اسکول کی چھٹی کا انتظار کرنا پڑتا تھا اور خواتین سے خطاب کے دوران ان پر شرم غالب رہتی تھی۔

ابتدائی حالات:

ابتدائے شباب میں وہ قاہرہ روانہ ہو گئے اور 1929 سے 1933 کے دوران برطانوی تعلیمی اداروں سے عصری تعلیم حاصل کی۔ اپنی عملی زندگی کا آغاز ایک معلم کی حیثیت سے کیا۔ پیشہ ورانہ زندگی کی ابتدا میں ہی ادیب اور نقاد ہونا آپ کی پہچان بن گئی۔ اگرچہ کچھ ناول بھی لکھے لیکن زیادہ تر ادیبوں، شاعروں اور عربی ناول نگاروں کی مدد کرتے رہے۔ علوم ومعارف میں ترقی آپ کی پیشہ ورانہ ترقی کا باعث بھی بنی اور 1939 میں مصر کی وزارت تعلیم جس کا مقامی نام وزارت معارف ہے، میں انتظامی عہدوں پر تعینات ہو کر اعلیٰ افسر بن گئے۔ 1948 تا 1950 آپ نے امریکہ میں قیام کیا جس کا مقصد وہاں کے تعلیمی نظام سے آگاہی حاصل کرنا تھا۔ سید قطب شہید کا کسی بھی مغربی ملک میں یہ پہلا دورہ تھا۔ نام نہاد سیکولر معاشرہ کی قباحتیں آپ نے بہت گہرائی سے محسوس کیں اور خاص طور پر مغربی دنیا کا جو روشن چہرہ سارے عالم کے سامنے ہے اس کے اندرون میں چنگیز سے تاریک تر تاریکی آپ نے بنظر خود مشاہدہ کی۔ دل میں موجود ایمان بھڑک اٹھا اور اسی دورہ کے موقع پر آپ کی پہلی شہرہ آفاق تصنیف العدل الاجتماعیہ فی الاسلام 1949 میں شائع ہوگئی۔ امریکہ میں دو سالہ قیام کے دوران کے تاثرات اور مشاہدات بھی ''امریکہ، جو میں نے دیکھا'' کے عنوان سے کتاب میں شائع ہوئے۔ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی طرح انتہائی دیانتداری سے سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے امریکی معاشرے کا تجزیہ پیش کیا، جہاں خامیوں اور کمزوریوں پر تنقید کی جبکہ اس معاشرے کی خوبیوں کو بھی واضح کیا۔

آزمائشیں:

1950 کے آغاز سے ہی اس ذہین انسان کو مذہب نے اپنی طرف کھینچ لیا اور سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اخوان المسلمین میں شمولیت اختیار کر لی۔ ابتداً آپ کی علمی استعداد کے باعث آپ کو اخوان المسلمین کے ہفتہ وار رسالے کا مدیر مقرر کیا گیا، بعد میں وہ اخوان المسلمین کے مرکزی ذمہ دار برائے نشرواشاعت بنا دیے گئے اور پھر ان کا خلوص اور تقویت ایمان انہیں اخوان المسلمین کے اعلیٰ ترین مشاورتی ادارے کی رکنیت تک لے آئے۔ ان دنوں جمال عبدالناصر نے حکومت کے خلاف تحریک چلا رکھی تھی ابتداً اخوان المسلمین اور جمال عبدالناصر کے تعلقات بہت اچھے رہے تھے اور ایک بار تو جمال عبدالناصر خود چل کر سید قطب شہید کے گھر بھی گئے تاکہ انقلاب کی کامیابی کے لیے تفصیلی منصوبہ تیار کیا جائے، بعد میں بارہ بارہ گھنٹے طویل نشستوں میں جزیات پر بھی بحث کی جاتی رہی اور اس دوران سید قطب شہید کو آنے والی حکومت میں وزارتوں کی پیشکش بھی کی جاتی تھی۔ جمال عبدالناصر کے ان اقدامات کے باعث اخوان المسلمین کی اکثریت بہت خوش ہوگئی کہ شاید اب نفاذ اسلام کی راہ ہموار ہو رہی ہے۔ 1952ء کے دوران جمال عبدالناصر نے ایک بغاوت کے ذریعے مصری حکومت کو چلتا کر دیا اور خود اقتدار کے ایوانوں پر قابض ہو گئے اور نفاذ شریعت کے تمام وعدوں سے منحرف بھی ہو گئے۔ بہت جلد جمال عبدالناصر کو سیکولرازم کی روایتی بدعہدی نے اخوان المسلمین سے بہت دور کر دیا کہ مسلمانوں کو پہلے دن سے ہی لکم دینکم ولی دین کا سبق پڑھا دیا گیا تھا اور اسلام اور سیکولرازم اکٹھے نہ چل سکے۔ اس کے باوجود بھی اخوان المسلمین عوام کے اندر نظریاتی اور خدمت خلق کا کام کرتی رہی اور عوام الناس میں مقبول تر ہوتی رہی۔ بہت

جلد مصر کے سیکولر حکمرانوں کے لیے اخوان المسلمین کا وجود ہی ناقابل برداشت ہوگیا اور 1954 کے دوران بغاوت کے جھوٹے الزامات کے تحت سید قطب شہید سمیت اخوان المسلمین کے ہزارہا کارکنوں اور مقتدر رہنماؤں کو قید و بند میں ڈال دیا گیا اور انہیں بدترین تشدد اور انتہائی غیر اخلاقی اور غیر انسانی بہیمانہ مار پیٹ کا نشانہ بنایا گیا کہ سیکولرازم کو یہی رویہ ہی زیب دیتا تھا۔

عدالتی شکنجہ:

تین سال کی طویل مدت تک جب طاغوت اپنی پوری کوشش کے باوجود اخوان المسلمین کے پائے استقامت میں لغزش پیدا نہ کرسکا تو استعمار کی رگیں ڈھیلی پڑ گئیں اور سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو محدود نقل و حرکت اور لکھنے کی اجازت مل گئی۔ مصر میں فی ظلال القرآن پس دیوار زنداں سے منظر عام پر آئی۔ آہنی سلاخوں کا دوسرا عرق معالم الطریق کے عنوان سے امت کو میسر آیا۔ اب تک ان کتب کے بے شمار طباعتیں اور کتنی ہی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔ 1964 کے دوران انہیں عراق کے صدر عبدالسلام عارف کی سفارش پر رہا کر دیا گیا۔ محض آٹھ ماہ کی مختصر مدت کے بعد ہی انہیں معالم الطریق جیسی کتاب لکھنے کے جرم میں دھر لیا گیا جبکہ اس مرد مجاہد نے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر عدالت میں اپنی تحریر کردہ کتاب پر کسی طرح کا معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے ڈنکے کی چوٹ پر اپنے موقف کے حق میں پُر زور دلائل پیش کیے۔

کیا ہے معالم الطریق میں؟

حالانکہ معالم الطریق 12 ابواب پر مشتمل 160 صفحات کی مختصر سی کتاب ہے ، لیکن محققین کے مطابق گزشتہ صدی میں عربی زبان میں اس سے عمدہ کتاب شاید نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب میں امت کو جھنجوڑا گیا ہے کہ قرآن مجید کی فراہم کردہ بنیادوں پر ایک نئی فکر اور نئے معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے۔ اس کتاب کے مضامین کافی حد تک علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات فکر اسلامی کی تجدید نو سے ملتے جلتے ہیں۔ سید قطب شہید کی بنیادی اٹھان تو ادیب اور شاعر کی حیثیت سے ہی تھی اور قرآن مجید جیسی الہامی کتاب میں بھی صرف ایک چیلنج ہے اور ادیبوں اور شاعروں کو ہے کہ اس جیسی کوئی کتاب یا سورۃ یا آیت ہی بنا کر دکھا دو۔ مصر کی تاریخ گواہ ہے کہ جب ادب و نقد اور قرآن مجید یکجا ہوگئے تو معالم الطریق جیسی مختصر کتاب سے ہی باطل شکست کھا گیا۔ سیکولرازم جیسے انسان دشمن نظریہ کی عدالتوں سے انصاف کی توقع رکھنا گویا اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔

گرفتاری:

جمال ناصر کے تاریک دورِ آمریت میں کئی بار آپ کو پابند سلاسل کیا گیا۔ اخوان المسلمین سے آپ کی وابستگی مصری حکومت کو بہت کھٹکتی تھی۔ جمال ناصر کے دور میں جب آپ کو گرفتار ہوئے تقریباً 10 سال ہو چلے تھے۔ مصری حکومت نے یہ پیشکش کی کہ آپ چند سطور لکھ دیں جن میں مصری حکومت سے معافی کی درخواست کی گئی ہو آپ نے کہا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے ان لوگوں پر جو یہ کہتے ہیں کہ باطل سے معافی مانگ لے۔ اگر میری گرفتاری قدرت کی طرف سے ہے تو میں اسی میں خوش ہوں اور اگر میری گرفتاری باطل کی طرف سے ہے تو میں باطل سے رحم کی بھیک مانگنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ اس کے بعد آپ پر ظلم و ستم کا سلسلہ مزید تیز کر دیا گیا۔

شہادت:

تاریخ شاہد ہے کہ دورِ غلامی کے بدترین اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قوموں کو ماضی کے صفحات میں دفن کر کے تو اس دنیا سے ان کا وجود نابود کر دیتا ہے۔ لیکن امت مسلمہ تاریخ انسانی وہ محترم و متبرک گروہ ہے جس کی کوکھ دورِ غلامی میں بھی علمیت و قیادت کے بار آور ثمرات سے سرسبز و شاداب رہی ہے۔ سید قطب شہید اس امت وسط کے وہ مایہ ناز سپوت ہیں جنہوں نے دورِ غلامی کے پروردہ استعمار کے سامنے سپر ڈالنے کی نسبت شہادت کے اعلیٰ ترین منصب کو پسند کیا۔ سید قطب شہید مصر کے نامور ماہر تعلیم، مسلم دانشور اور عربی کے معروف شاعر تھے۔ اخوان المسلمین سے وابستگی ان کے لیے جہاں باشعور مسلمان حلقوں میں تعارف کا باعث بنی وہاں امت مسلمہ کو ذہنی طور پر دورِ غلامی سے نکالنے کے لیے انہوں نے قلم کے ہتھیار کو بھی استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مصر کے غلامی زدہ سامراج کو سید قطب کی قلمی کاوشوں کے نتیجہ میں مسلمانوں کا باشعور ہونا پسند نہ آیا اور وقت کے طاغوت نے اس بطل حریت کو راہی ملک عدم کر دیا۔ انبیا کرام علیہم السلام کے بعد انسانی تاریخ میں یہ آسمان شاید پہلی مرتبہ دیکھ رہا تھا کہ ملزم کس شان سے نہ صرف اعتراف جرم کر رہا ہے بلکہ اپنے جرم کے حق میں مضبوط ترین دلائل بھی بیان کر رہا ہے۔ اسلام کے اس عظیم مفکر، داعی اور مفسر قرآن کو ان کی شہرہ آفاق کتاب معالم علی الطریق لکھنے پر مصری حکومت کے خلاف سازشیں کرنے کے بے بنیاد الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ چنانچہ پہلے سے طے شدہ منصوبہ کے مطابق سید قطب شہید رحمۃ اللہ علیہ سمیت چھ اور اسلامیان مصر کو سزائے موت سنا دی گئی اور 25 اگست 1966 کو پھانسی دے دی گئی۔ آپ نے پھانسی کے پھندے پر جھول کر ابدی حیات جاوداں کے راستہ پر ہمیشہ کے لیے کامیاب و کامران ہوگئے۔

ادبی خدمات:

سید قطب شہیدؒ مصری معاشرہ کے اندر ایک ادیب لبیب کی حیثیت سے ابھرے۔ سیاسی اور اجتماعی نقاد کے عنوان سے انہوں نے نام پیدا کیا۔ ان کی اہم ترین تصنیف قرآن کریم کی تفسیر ہے جو فی ظلال القرآن کے نام سے عربی میں لکھی گئی ہے اور اس کا ترجمہ بشمول اردو کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ ❁❁❁

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے رفیق جناب صلاح الدین شمسی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، خانیوال کے رفیق جناب غلام محی الدین کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6800953

☆ تنظیم اسلامی کے ناظم تربیت ماسٹر محمد افضل حق کے چھوٹے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0333-6162750

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے معتمد مجاہد امین کے تایا زاد بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0335-7734555

☆ حلقہ پنجاب شرقی، پاکپتن کے ملتزم رفیق جناب محمد اشرف کے داماد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0334-7451950

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

حلقہ پنجاب شرقی کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

سہ ماہی تربیتی اجتماع 8 جولائی کو جامع القرآن بہاولنگر میں ”منہج انقلاب نبوی ﷺ“ کے زیر عنوان منعقد ہوا۔ نائب ناظم اعلیٰ (وسطی پاکستان) جناب ڈاکٹر عبدالسمیع خصوصی دعوت پر اجتماع میں شریک ہوئے۔ پروگرام کا آغاز صبح نو بجے درس قرآن سے ہوا۔ جناب مولانا عبدالوہاب شیرازی نے ”تعلق مع اللہ“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد مطالعہ دستور اور بعد میں منہج انقلاب نبوی ﷺ کے موضوع پر جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ اختتامی خطاب امیر حلقہ پنجاب شرقی جناب محمد ناصر بھٹی نے کیا۔ مسنون دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ اجتماع میں 210 رفقاء و احباب شریک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ہماری محنت کو قبول فرمائے اور خدمت دین کے لیے مزید ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام دعوتی و تربیتی اجتماع

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام ایک روزہ تربیتی اجتماع کا انعقاد مسجد جامع القرآن سرگودھا میں کیا گیا۔ جس میں میانوالی، جوہر آباد اور سرگودھا سے مجموعی طور پر 44 رفقاء اور 3 احباب نے شرکت کی۔ بعد از نماز مغرب سورۃ المعارج کے پہلے رکوع کی تلاوت و ترجمہ کی سعادت تنظیم غربی کے نقیب ظفر لاہڑی نے حاصل کی۔ اس کے بعد ”انسان کا کوئی عمل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہوتا“ کے موضوع پر احادیث مبارکہ کا درس تنظیم شرقی کے رفیق قاری عامر نے دیا۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کتابچے ”مروجہ تصوف یا سلوک محمدی یعنی احسان اسلام“ کا مطالعہ نور خان نے کروایا۔

قبل از نماز فجر 2:45 پر انفرادی نوافل و تلاوت قرآن حکیم کا اہتمام ہوا۔ بعد از نماز فجر غربی تنظیم کے امیر عبدالرحمٰن نے ”انفاق فی سبیل اللہ“ کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ وقفہ کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال نے ”اسلام میں اجتماعیت کی اہمیت“ کے موضوع پر مذاکرہ کروایا اور اس حوالے سے احادیث مبارکہ و سیرت مطہرہ ﷺ کی روشنی میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ رفقاء نے سوالات بھی کیے جن کی ڈاکٹر جاوید اقبال نے احسن طریقے سے وضاحت فرمائی۔

اس کے بعد جناب شجاع الدین شیخ کا ویڈیو لیکچر ”گھر میں دعوت کا کام کیسے کریں؟“ بذریعہ ملٹی میڈیا رفقاء کے سامنے پیش کیا۔

آخر میں امیر حلقہ نے امیر محترم کی طرف سے رفقاء کے لیے ہدایات کو رفقاء تک پہنچایا اور نصیحتیں بھی کی گئیں۔ اس کے ساتھ ہی مسنون دعا پر اس تربیتی سیشن کا اختتام ہوا۔

(مرتب: محمود عالم)

حلقہ پنجاب پوٹھوہار کا ایک روزہ سہ ماہی تربیتی اجتماع

اجتماع کا انعقاد 22 جولائی بروز اتوار بمقام دفتر تنظیم اسلامی جہلم میں ہوا۔ اجتماع کا آغاز صبح ساڑھے نو بجے ہوا۔ اس تربیتی اجتماع میں کل 50 رفقاء نے شرکت کی۔ درس قرآن کی سعادت گوجر خان تنظیم کے ملتزم رفیق عثمان فاروق نے حاصل کی۔ اُنہوں نے ”آخرت کی زندگی اصل زندگی“ کے موضوع پر سورۃ الانشقاق کی روشنی میں گفتگو کی۔ اس کے بعد جہلم تنظیم کے مبتدی رفیق عاقب جاوید نے ”اللہ سے محبت“ کے موضوع پر درسِ حدیث دیا۔ اس کے بعد پروفیسر ندیم مجید نے ”اطاعتِ امر بمقابلہ تنازع فی الامر“ کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اُنہوں نے سورۃ النساء کی ایک آیت تلاوت کی اور اس کی بہت جامع انداز میں وضاحت کی۔ انہوں نے کہا کہ اختلاف زندہ معاشروں کی علامت ہے اور متحرک جماعتوں میں ہی اختلاف پیدا ہوتے ہیں۔ انہوں نے نظم میں رہتے ہوئے اختلاف کے آداب بھی بتائے۔ اس پروگرام میں نائب ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی شمالی پاکستان راجہ محمد اصغر بھی شریک تھے۔ انہوں نے خالد محمود عباسی کے مستعفی ہونے کی وجوہات بتائیں۔ رفقاء کے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد افتخار احمد نے فہم دین کے موضوع پر مذاکرہ کروایا اور وائٹ بورڈ کا بھی استعمال کیا۔ وقفہ کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت محمد اشرف نے سیرتِ ابوبکر صدیق ؓ کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس کے بعد امیر حلقہ مشتاق حسین نے اختتامی کلمات کہے۔ اور پھر حلقہ کے ایک بزرگ ساتھی سید محمد آزاد نے دُعا فرمائی۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب کردہ: شیراز حسن)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام بھکر میں توسیع دعوت پروگرام

امیر حلقہ سرگودھا ڈاکٹر رفیق الدین شیخ، معتمد حلقہ محمود عالم اور تنظیم سرگودھا شرقی کے ملتزم رفقاء ممتاز حسین اور ظفر حسین کے ہمراہ توسیع دعوت پروگرام کے سلسلے میں بھکر گئے۔ ان علاقوں میں احباب کو تنظیم کے تعارف پر مبنی پمفلٹ ”تنظیم اسلامی ایک نظر میں“ اور ”نوید خلافت“ کے بروشر مخصوص تعداد میں تقسیم کیے۔ اس کے علاوہ مختلف علاقوں میں 5000 کی تعداد میں آگاہی منکرات کے حوالے سے ہینڈ بلز بعنوان ”جادو کا شرعی حکم اور بچاؤ کی تدابیر“ اور بے حیائی سے بچاؤ اور حلال روزی کے حصول کی ترغیب کے حوالے سے 1000 ہینڈ بلز تقسیم کیے۔ جنڈانوالہ تحصیل دریا خان مین بازار میں آگاہی منکرات کے حوالے سے ہینڈ بلز بعنوان ”جادو کا شرعی حکم اور بچاؤ کی تدابیر“ اور فری لٹریچر جن میں ندائے خلافت بھی شامل تھے، تقسیم کیے گئے۔ اس کے بعد قریبی علاقہ زمے والا پہنچے اور وہاں پر بھی اسی ترتیب سے کام کیا۔ بعد ازاں ایم ایم عالم روڈ پر واقع چاندنی چوک میں امیر حلقہ میانوالی کے معاون ڈاکٹر شادی بیگ بھی ساتھ مل گئے اور پھر کلورکوٹ میں رفیق تنظیم احمد شیر کی رہائش گاہ پہنچے۔ شادی بیگ نے تنظیم کا تعارف کروایا اور پمفلٹ ”تنظیم اسلامی ایک نظر میں“، نوید خلافت بروشر اور ندائے خلافت برائے مطالعہ دیا۔ اس کے بعد دریا خان کی طرف روانگی ہوئی۔ راستے میں آنے والے قصبے جن میں ملانہ، شاہ عالم، پنجگرائیں شامل تھے، ان کے بازاروں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے۔ ساڑھے گیارہ بجے دریا خان پہنچ گئے۔ وہاں رفقاء نے دو، دو کے گروپ کی صورت میں بازاروں میں ہینڈ بلز اور فری لٹریچر تقسیم کیا۔ امیر حلقہ نے ہینڈ بلز کی تقسیم کے دوران مختلف لوگوں سے تفصیلی بات چیت بھی کی۔ ایک بجے کے قریب تمام رفقاء فوارہ چوک میں اکٹھے ہو گئے اور پھر وہاں سے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد ”دلے والا“ کی طرف روانہ ہوئے۔

وہاں پر بھی رفقاء نے دو، دو کے گروپ کی شکل میں بازار کی مختلف سمتوں میں ہینڈ بلز تقسیم کیے اور فری لٹریچر بھی دیا گیا۔ یہاں سے پونے پانچ بجے واپسی کا سفر شروع ہوا۔ نماز عصر راستے میں ادا کی گئی اور امام صاحب کو تنظیم کا دعوتی لٹریچر دیا گیا۔ جنڈانوالہ میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد امام صاحب کو بھی دعوتی مواد دیا گیا۔ اس طرح سوا نو بجے بفضل تعالیٰ سب رفقاء سرگودھا پہنچ گئے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں منظور و مقبول فرمائے۔ (آمین) (رپورٹ: محمود عالم)

Massive Pentagon Budget for War and Repression

Views from Abroad

Senate Democrats joined Republicans in the second week of August 2018 to approve a massive expansion of the US military as demanded by President Donald Trump. Congressional action on the near-record Pentagon budget is taking place behind a veil of silence, with no public discussion and virtually no media coverage.

Even as the Trump administration steamrolls ahead with plans to gut social spending, winning a House vote to slash $23 billion from food stamp spending and advancing a scheme to consolidate the departments of Labor and Education in the name of “cutting costs”, both houses of Congress have approved a bill that expands military spending at the fastest rate since the highpoint of the war in Iraq.

The so-called “John S. McCain National Defense Authorization Act for Fiscal Year 2019”, which passed the Senate 85-10 after having been approved by the House of Representatives in May this year, allocates $716 billion for the Defense Department, an increase of $82 billion.

This increase alone is larger than the total budget of the Department of Education, approximately $70 billion. It is also larger than the annual military budget of Russia ($61 billion). The increase in Pentagon spending between 2017 and 2019, $165 billion, is larger than the entire defense budget of China.

When funding for the US intelligence agencies, the Department of Homeland Security, federal aid to local police and various “black” operations are factored in, the budget for the United States “total army” amounts to over a trillion dollars, a figure larger than the gross domestic product of Indonesia, a country with a population of 261 million.

Just over one third of the Pentagon’s annual budget, or $265 billion, could end world hunger, according to figures from the Stockholm Peace Institute. Another third, or $239 billion, would provide primary and early secondary education for the entire world population.

Instead, these vast sums are squandered on building and deploying the tools of mass murder.

The budget includes provisions for Trump’s unprecedented and undemocratic military parade, which will involve the deployment of US troops on American streets. The spending bill authorizes “any kind of motorized vehicle, aviation platform, munition, operational military unit or operational military platform” to roll down the streets of Washington at the president’s discretion.

It likewise authorizes the continued operation of the Guantanamo Bay prison camp by extending “prohibitions on transfers of detainees into the United States”.

Despite these provisions, which the Democrats claim to oppose, only seven out of 47 Democratic senators voted “nay”, ensuring passage by a lopsided margin.

The Democrats raised only one “substantial criticism”. They demanded more aggressive trade war measures against Chinese technology company ZTE and inserted a provision keeping in place penalties against the firm that Trump had sought to eliminate.

The budget provides President Trump and the military with funding for every single program on their bloated wish list:

The Navy: The budget includes provisions for the construction of ten new ships in 2019, including two new Virginia class nuclear attack submarines costing $2.7 billion apiece, three new Arleigh Burke destroyers, costing $1.8 billion apiece, and an additional Gerald R. Ford-class aircraft carrier at a cost of over $12 billion.

The Air Force: The budget includes $2.3 billion for the development of the B-21 raider, "the next generation long-range strike bomber", as well as billions more for the expansion of the US fleet of B-52, B-1 and B-2 bombers.

Nuclear forces: By far the most radical aspect of the budget is its massive expansion of the US nuclear arsenal. It lifts a "15-year prohibition on developing and producing low-yield nuclear warheads" and provides for "developing and producing a low-yield warhead to be carried on a submarine-launched ballistic missile", as well as a nuclear-capable air-launched cruise missile. The budget prohibits the Pentagon from "reducing the number of intercontinental ballistic missiles" and expands the production of "pits" for building new nuclear weapons.

There is virtually no public debate or oversight of the vast social resources devoted to the military. There is even less public control over or even knowledge of the deployment of US forces all over the world. One study released this week by the Intercept reported that the US military has carried out over 550 drone strikes in Libya alone, twice as many as previously believed.

The bottom line is that the American military has dropped one bomb every 12 minutes during Trump's first year in office, a rate four times greater than under Obama and five times greater than under George W. Bush!

<u>Source</u>: ***Adapted from an article written by Andre Damon***

رفقاء متوجه ہوں

ان شاءاللہ ''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ

نزدگرڈ اسٹیشن ڈبر (تیمر گرہ) ضلع دیر پائیں''

میں

امراء ونقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

31 اگست تا 02 ستمبر 2018ء

(بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ امراء ونقباء

اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0945-601337 / 0346-0513376

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجه ہوں

ان شاءاللہ ''مسجد جامع القرآن کمپلیکس پیہونٹ

نزد نیلور اسلام آباد'' میں

07 تا 09 ستمبر 2018ء

(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 051-2340147, 0334-5309613

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-35473375(042)

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.33

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore